خزینۂ ادب

حصۂ نظم

شاخِ نبات

انٹرمیڈیٹ کا فارسی نصاب

مؤلفہ:

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم ایم-اے، پی-ای-ایس
سابق معلم فارسی دانشکدۂ دولتی، لاھور
پاکستان



پنجاب یونیورسٹی
لاھور

1/12/-

قیمت ایک روپیہ بارہ آنے

پہلا ایڈیشن نومبر ۱۹۵۲ء.............................دس ہزار
دوسرا ایڈیشن دسمبر ۱۹۵۴ء.............................دس ہزار

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹	۱۰	مبر	منبر
۳۲	۳	ہرپای	ہرجای
۴۱	۷	بگردیدہ	بگردید
۴۱	۸	تو مکرّم	نہ مکرّم
۴۱	۱۴	شعابی	شغابی
۴۷	۱۱	شد پارہ	صد پارہ
۴۷	۱۳	(آخری مصرعہ)	آہ ار گلی از باغ تو چیدن نگذارند
۴۹	۱۰	شوۂ	شیوہ
۶۹	۴	مارا	ما
۹۱	۷	نگاہ نو	نگاہ تو

ترتیب

دیباچہ

یہ کتاب انٹرمیڈیٹ کے فارسی نصاب ''خزینۂ ادب،، کا حصۂ نظم ہے جسے میں نے ''شاخ نبات،، کا ضمنی عنوان دیا ہے -

شاخ نبات کی ترتیب و تدوین میں حسب ذیل امور ملحوظ رکھے گئے ہیں :-

۱ - کم و بیش ان تمام شعراء کا انتخاب اس میں آ گیا ہے جنہیں فارسی شاعری میں کوئی ممتاز حیثیت حاصل ہے -

۲ - انتخاب کردہ نظموں کو مختلف ادوار کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والے کو ان تبدیلیوں کا پتہ چل سکے جو حالات کے بدل جانے سے بالتدریج ہمارے فارسی ادب میں وقتاً فوقتاً رونما ہوتی رہی ہیں -

۳ - اس مجموعے میں تقریباً تمام اہم اصناف سخن، غزل، قصیدہ، مثنوی، قطعہ، رباعی، مسمطات، وغیرہ شامل ہیں -

۴ - پرانے ایرانی اساتذہ کے کلام کے ساتھ ساتھ پاک و ہند کے ان شعراء کے اشعار بھی انتخاب کئے گئے ہیں جو خاص ادبی حیثیت رکھتے ہیں لیکن اس سے پہلے طلبہ ان سے کبھی روشناس نہیں ہوئے تھے مثلاً بیدل، غنی، غنیمت، برہمن اور شبلی وغیرہ - اس سے طلبہ کو یہ اندازہ ہو سکے گا کہ یہاں کے مقامی حالات فارسی شاعری پر کیونکر اثر انداز ہوئے -

۵ - عہد حاضر کے ایرانی شعراء کے کلام کو خاص اہمیت دی گئی ہے تاکہ طلبہ کو ایران کی موجودہ ادبی سر گرمیوں کا بخوبی اندازہ ہو سکے -

۶ - اقبال کے انتخاب میں تنوع بھی ہے اور وسعت بھی -

بڑی فہرست کے علاوہ میں نے ہر دور کے شروع میں ضمنی فہرست شعرا بھی درج کر دی ہے تاکہ مزید سہولت کا باعث ہو - نظمیں بعض ویسی کی ویسی اور بعض ادنیٰ تصرف کے بعد درج کی گئی ہیں - نظموں میں سے کہیں کہیں کچھ ایسے اشعار

حذف کئے ہیں جو یا تو طلبہ کے معیار سے بہت بلند تھے یا تعلیمی اور اخلاقی اعتبار سے موزوں نہیں تھے - کوشش کی گئی ہے کہ حذف کرنے سے باقیماندہ اشعار کے تسلسل میں کوئی فرق نہ پیدا ہو -

ارادہ تھا کہ اس کتاب میں کوئی طباعت کی غلطی نہ ہو لیکن باوجود انتہائی کوشش کے اس میں بعض غلطیاں رہ گئی ہیں - اگرچہ ان غلطیوں کی تعداد بہت کم ہے تاہم مجھے اس کا بہت افسوس ہے - امید ہے کہ اساتذہ اس بارے میں طلبہ کی رہنمائی کر سکینگے -

اس کتاب میں میں نے شعراء کے حالات ارادۃً نہیں لکھے - شعراء کے سوانح زندگی اور ان کے علمی اور ادبی کارناموں کا ذکر کرنے سے یہ حالات اصل کتاب کے متن سے بڑھ جاتے، اور رسمی طور پر مختصر حالات لکھنا ایسی کوشش بجائے خود توہین ہے اور پھر اساتذہ کی حق تلفی بھی تو جائز نہیں - یہ کام میں نے انہی پہ چھوڑ دیا ہے - البتہ ابتدا میں ایک پیش لفظ کے ذریعے فارسی شاعری کے ارتقا کا ایک مختصر خاکہ درج کیا گیا ہے تاکہ انتخاب شدہ شعراء کی شاعری کا پس منظر پڑھنے والے کے سامنے آجائے -

میں اس کام کے ضمن میں اپنے عزیز اور مہربان دوستوں حفیظ ہوشیارپوری، مرزا مقبول بیگ بدخشانی اور فیروزدین رازی کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے بعض مفید مشورے دئے - مجھے جناب محمد افضل صاحب ایم-اے، ڈپٹی رجسٹرار، سابق انچارج یونیورسٹی پریس ، جناب احمد عبداللہ صاحب منیجر مطبع ہذا اور مسٹر عبدالقیوم کمپوزیٹر کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ ان کی توجہ ، محنت اور مشفقانہ اتحاد و شرکت کے بغیر یہ کام شاید اس خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام نہ پا سکتا جیسا کہ اب ہوا ہے -

نیازمند

صوفی تبسّم

نیو ہوسٹل - یکم دسمبر ۱۹۵۲ء

پیش لفظ

مسلمان ساتویں صدی عیسوی کے وسط میں عرب سے نکل کر ایران پر قابض ہو گئے اس فتح کے ساتھ ایران کی سر زمین کی بیشتر آبادی نے اسلام قبول کر لیا اور تھوڑے ھی عرصے میں عربی زبان نے قدیم فارسی کی جگہ لے لی ۔ یہ زبان قدیم ایرانی زبان سے زیادہ وسیع اور باقاعدہ ہونے کے علاوہ فاتحین کی زبان تھی، مفتوحہ علاقوں میں بطور دفتری زبان کے اس کا رائج ہونا بھی لازمی امر تھا اور پھر اس کی دینی اور مذہبی اہمیت بھی تھی ۔ ان حالات کے ماتحت فارسی زبان کچھ عرصے کے لئے دب کر رہ گئی ۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے ایران میں آنے کے بعد تقریباً دو سو سال تک فارسی ادب کا سراغ نہیں ملتا ۔

ہارون الرشید کے فرزند مامون عباسی کے عہد حکومت میں (۸۱۳—۸۳۳ء) ایران کے مشرقی علاقے میں طاہر ذوالیمینین نے ایک نیم مختار سلطنت کی بنیاد ڈالی، طاہر مامون کا سپہ سالار تھا اور مامون نے خراسان کا علاقہ اسے عسکریانہ خدمات کے صلے میں عطا کیا تھا، اس کے تھوڑے ھی عرصہ بعد اسی علاقے میں یعقوب بن لیث نے جو اپنے آپ کو ایران کے ساسانی خاندان سے منسوب کرتا تھا صفاری خاندان حکومت کی بنیاد رکھی ۔ طاھریہ (۸۲۰—۸۷۲ء) اور صفاریہ

(ب)

(۸٦۷–۹۰۳ء) خاندانوں کا دور حکومت اگرچہ بہت مختصر تھ اور ان دونوں حکومتوں کا سیاسی اقتدار کم و بیش اسی نوے برس کے اندر اندر ختم ہو گیا تا ہم اسی دوران میں ایرانی آزادی نے اپنی آنکھیں کھولیں اور یہیں سے قومی جوش و خروش کا ظہور ہوا اور فارسی ادب بالخصوص فارسی شاعری کی داغ بیل پڑی۔ لیکن فارسی ادب و شعر کی پختہ بنیاد عہد سامانی (۸۷۴–۹۹۹ء) میں رکھی گئی جب ایران کے ایک عالی خاندان فرد سامان بلخی نے خلیفۂ بغداد کی سرپرستی اور اُن کی شاہانہ عنایات کے بل پر سمرقند اور فرغانہ میں سیاسی اقتدار حاصل کر لیا اور پھر اس کی اولاد نے فتوحات کے حدود کو پھیلا کر ایک مستقل سلطنت قائم کی اور بخارا دارالسلطنت بنا۔ اس عہد میں سمرقند اور بخارا شعر و ادب اور علم و فضل کا مرکز بن گئے اور فارسی شاعری کا چرچا عام ہونے لگا۔ یہی وہ دور تھا جب رودکی (متوفی ۹۵۴) نصر بن احمد سامانی (۹۱۴ء–۹۴۳ء) کے دربار میں ملک الشعرا کے عہدے پر فائز ہوا۔

رودکی کو فارسی شاعری کا باوا آدم کہا جاتا ہے۔ اگرچہ رودکی سے پہلے اور اس کے عہد میں بھی شاعر موجود تھے تاہم رودکی کی شاعری نے فارسی شعر کی روایات کو ایک مستقل حیثیت دی، اُسے اس دور کا نمائندہ شاعر کہنا موزوں ہوگا۔

سامانی دور کے زوال پذیر حالات میں فارسی شعر و سخن کا مرکز بخارا سے غزنی میں منتقل ہوگیا جہاں محمود سبکتگین نے ایک مستحکم سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس کی فتوحات نے رفتہ رفتہ شمال مغرب میں ایران اور جنوب مشرق میں پنجاب کی سر زمین کو زیر نگین کر لیا۔ محمود میں جہانگیری و جہان کشائی کے شوق کے ساتھ ساتھ ادب پرستی اور علم نوازی کا جذبہ بھی تھا۔ اس کی ادب پروری اور فراخ حوصلہ تربیت نے شعرا کی ایک کثیر تعداد کو غزنی میں جمع کر لیا۔ اس کے درباری شعرا میں عنصری، فرخی، اور فردوسی بہت ممتاز ہیں۔

محمود خود ترک تھا لیکن اس نے فارسی کو جس کی ادبی حیثیت اب مسلّم ہو چکی تھی فروغ دیا، اس کی فتوحات کی بدولت ہندوستان اور ایران کے درمیان ادبی اور ثقافتی ارتباط قائم ہوا اور مسعود سعد سلمان لاہوری نے فارسی میں شعر کہے، مسعود ہندوستان کا پہلا فارسی شاعر تھا۔ جس پر آج ایران اور ہند و پاکستان کے لوگ بجا طور پر فخر کرتے ہیں۔ فرخی کے قصائد محمود غزنوی کی مدح و ستائش کے نغمے ہیں اور اس کی شاندار فتوحات اور عہد حکومت کی تاریخی عظمت کا صحیح اور دلچسپ مرقع پیش کرتے ہیں۔ فردوسی نے اسی کے زیر سرپرستی اپنے رزمیہ شاہکار "شاہنامہ" کی تکمیل کی۔ شاہنامۂ فردوسی

قدیم ایران کے رزمیہ کارناموں کی داستان بھی ہے اور آن کی تہذیب و معاشرت کی تاریخ بھی۔ اس میں شاعر نے خالص اور سادہ فارسی لکھی ہے اور عربی الفاظ کے استعمال سے جو اس وقت تک کثرت سے فارسی میں رائج ہو چکے تھے، ارادۃً گریز کیا ہے۔

غزنوی دور کے اختتام پر ایران میں سلجوقیہ خاندان کا دور دورہ تھا۔ بغداد کی مرکزی حکومت رفتہ رفتہ کمزور ہوتی جا رہی تھی۔ سلجوقی خاندان کے سلاطین نے ایران کے ایک وسیع علاقے پر قبضہ کیا اور ایک زبردست اور مستحکم سلطنت قائم کر لی۔ یہ بھی ترکی الاصل تھے لیکن ان کے ایام اقتدار میں ایرانی تہذیب و معاشرت، علم و فضل اور ادب و شعر کو خوب ترقی ہوئی۔ اسلامی تاریخ میں یہ دور ایران کا "عہد زریں" کہلاتا ہے۔

عہد سلجوق کی سیاسی اور ادبی سرگرمیاں بارھویں صدی کے وسط تک جاری رہیں، اس دوران میں فارسی شاعری مستقل طور پر دربار سے وابستہ ہو گئی اور قصیدہ گوئی کا رواج عام ہوگیا، معزی، انوری، خاقانی اس دور کی پیداوار ہیں۔ انوری کو قصیدے کا شہنشاہ مانا جاتا ہے۔ اسی زمانے میں نظامی گنجوی نے پانچ طویل مثنویاں بھی لکھیں جو خمسۂ نظامی کے نام سے مشہور ہیں، یہ مثنویاں مخزن اسرار، خسروشیریں، لیلیٰ مجنوں، ہفت پیکر اور سکندر نامہ ہیں۔ ان کے موضوع رزمیہ،

اخلاقی اور عاشقانہ ھیں ۔ اس عہد میں دینی عقاید، فلسفہ اور تصوف کے مسائل شاعری کا موضوع بن گئے ۔ ابوسعید ابوالخیر نے اسی زمانے میں اپنے روحانی تجربات اور خیام نے اپنے فلسفیانہ خیالات کا اظہار رباعیوں میں کیا ۔

بارھویں صدی عیسوی کے اواخر اور تیرھویں صدی کے شروع میں تاتاری حملوں کا آغاز ھوا اوران کی مسلسل تگ و تاز اور خونریزی نے ایران کی سر زمین کو تہ و بالا کر دیا اور صدیوں کی پرانی تہذیب اور ادب و فضل برباد ھو گئے ۔ اس یورش نے مشرق و مغرب میں یکساں طور پر تہلکہ مچا دیا، انسانی طبائع خائف اور مضمحل ھو کر رہ گئیں، دلوں پر افسردگی طاری ھوئی اور دنیا کی بے ثباتی ایک مستقل نظریۂ حیات بن گئی، اس کا اثر فارسی ادب پر بھی پڑا ۔

چنگیز خان اور ھلاکو خان کی اولاد جب تک ایران پر مسلط رھی وہ دور ایلخانی یا مغولی کہلاتا ھے ۔ یہ لوگ نیم وحشی اور ناشائستہ تھے اس لئے ان کی شاھانہ سرپرستیوں سے کسی گرانقدر ادبی کار نامے بالخصوص شعری شاھکار کا وجود میں آنا ناممکن تھا ۔ البتہ ان لوگوں نے اپنی سیاسی چیرہ دستیوں اور خوں آلود کارناموں کو زندہ رکھنے کے لئے بعض ایسے اھل قلم حضرات سے جو ان کی دستبرد سے محفوظ رھے تھے اپنے خاندان کی تاریخیں لکھوائیں ۔ اس دور کو نظم

کی بہ نسبت نثر کا دور کہنا زیادہ موزوں ہے - البتہ اس دور میں سعدی
کی گلستان کے ساتھ ساتھ ان کی نظم کی کتاب بوستان اور غزلیات کا
بہت چرچا ہوا ، سعدی کو غزل کا پیغمبر کہا جاتا ہے ، ان کی غزلیں
آنے والے غزل گو شعرا کے لئے نمونہ بن گئیں اور اس صنف شعر کی
روایات مستقل طور پر متعین ہو گئیں - ہندوستان میں امیر خسرو کی
شاعری ایران کے ادب و شعر کا ایک کامیاب حریف بن گئی، امیر خسرو
ترک تھے لیکن ان کی پیدائش سر زمین ہند میں ہوئی، اجنبی دیس کے
رہنے والوں میں صرف امیر موصوف ہی ایسے فارسی گو شاعر ہیں جنہیں
اہل ایران بطور اہل زبان کے تسلیم کرتے ہیں -

امیر خسرو حضرت نظام الدین اولیاء کے مرید خاص تھے،ان کی غزلوں
میں تصوف کا گہرا رنگ پایا جاتا ہے - ان کے دوسرے شعری کارناموں
میں وہ مثنویاں شامل ہیں جو انہوں نے نظامی گنجوی کے مقابلے میں
لکھیں - غالباً یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ حریفانہ ادبی کوشش نہایت
کامیاب رہی - ایک اور شاعر حسن سجزی بھی حضرت نظام الدین اولیاء
سے وابستہ تھے ان کی غزلیات میں بھی کم و بیش وہی چاشنی ہے
جو ہمیں امیر خسرو کی غزلیات میں نظر آتی ہے -

چودھویں اور پندرھویں صدی عیسوی کے دور کو جسے تیموری دور
کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے، در اصل مغولی عہد ہی کا تتمہ کہنا چاہئے

اس دور میں غزل کا رواج عام ہو گیا ، اور تصوف و اخلاق کے مسائل اس کا مستقل جزو بن گئے - ایران کا بہترین غزل گو، خواجہ حافظ اس دور کا نمائندہ شاعر ہے - حافظ نے اپنی شاعری میں انسانی زندگی کے عام پہلوؤں کی ترجمانی کی ہے، اس کا زاویہء نظر، اس کا رجحانِ طبع ایک عام انسان کا سا ہے - اس کے مشاہدات و تجربات ایک عام انسان کے مشاہدات و تجربات ہیں جن سے ہمیں روزمرہ واسطہ پڑتا ہے - اس کے کلام کے مطالعہ سے تقریباً تمام قسم کے بشری تقاضوں کی تسکین ہوتی ہے -

اس دور کی ایک اور شخصیت ابن یمین ہے جس نے اظہار خیالات کے لئے صرف " قطعہ " کی صنف شعر کو اپنے لئے مخصوص کر لیا - اس کے قطعات پند و نصائح اور عبرت انگیز اسلوب بیان کا کامیاب مرقع ہیں ، اس فن میں سعدی کے بعد ابن یمین سب سے زیادہ کامیاب شاعر ہوا ہے -

مولانا جامی جو فارسی کلاسیکی شاعری کے آخری زبردست شاعر مانے گئے ہیں اسی دور کی پیداوار تھے - جامی شاعرِ تصوف ہیں لیکن اساتذہ کا خیال ہے کہ ان کے کلام میں فردوسی کی سی رزمیہ نگاری ، نظامی کا سا رومان ، رومی کا سا رنگ تصوف ، سعدی کی سی اخلاق آموزی، حافظ کا سا تغزل پایا جاتا ہے - بہر حال جامی کی شخصیت جامع صفات تھی -

امیر خسرو کے بعد ان کی طویل نظمیں نظامی گنجوی کے خمسے کا کامیاب تتبع ہیں -

تیموری دور کے اختتام پر ایران میں طوائف الملوکی شروع ہوئی اور اس ہنگامہ خیز ایام میں شاہ اسمعیل نے سولھویں صدی عیسوی کے آغاز میں تبریز میں تخت نشینی کے بعد صفوی دور کی بنیاد رکھی اور رفتہ رفتہ سارے ایران کو تسخیر کر لیا - یہ خاندان تقریباً ڈھائی سو سال تک بر سر اقتدار رہا -

یہ پہلا موقع تھا جب ایران میں قومی سلطنت کی بنیاد رکھی گئی، اور فارسی زبان کو عربی کے مقابلے میں مذہبی اور علمی تفوق حاصل ہوا ، صفوی شیعہ تھے - ان کے دور میں مذہبی نظم و نثر کو ترقی ہوئی، شعرا بادشاہوں کی مدح و ستائش کی بجائے انبیاء و اولیاء کی نعت و منقبت کہنے لگے اور شیعوں کے دینی علوم پر کثرت سے کتابیں لکھی گئیں - اسی زمانے میں فنون لطیفہ نے بھی فروغ حاصل کیا - فن مصوری ، خطاطی اور معماری نے خاص ترقی کی -

لیکن تمام امور کے باوجود دورِ صفوی کو بالعموم ادبی انحطاط کا دور کہا جاتا ہے - حقیقتاً اس انحطاط کی دو زبردست وجہیں تھیں ' ایک تو تاتاری اور تیموری حملہ آوروں کی تباہ کاریوں کے اثرات ابھی باقی تھے اور دوسرے شاہانِ صفوی کے دینی تعصبات نے علم و ادب کی

راهیں تنگ کر دی تھیں - نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ تغزل و تصوف کی شاعری کو چھوڑ کر مرثیہ گو بن گئے - فارسی شاعری میں مغلیہ دور سے پہلے کی سادگی اور لطافت جاتی رہی اور اس کی جگہ نکتہ پر دازی ، عبارت آرائی اور لفاظی نے لے لی جسے فارسی شاعری میں نازک خیالی سے تعبیر کیا جاتا ہے - اہل ایران اسے 'سبک ہندی' بھی کہہ کر پکارتے ہیں - اس دور کے مرثیہ نگاروں میں محتشم کاشی کا درجہ بہت بلند ہے - صفوی عہد میں فارسی ادب و شعر ایران کی سر زمین سے نکل کر گرد و نواح کے علاقوں میں بھی رائج ہوا ، بالخصوص مغلیہ خاندان کے عہد حکوت میں بہت سے شعراء ایران سے چل کر ہندوستان میں آگئے اور یہاں کی علمی سرگرمیوں، ادبی محفلوں اور شاہان تیموریہ کی سر پرستیوں نے ایران کی تمام قدیمی روایات کو مات کر دیا -

عرفی، طالب آملی ، نظیری ، کلیم، صائب اس عہد کے برگزیدہ شعرا میں سے ہیں -

ان ادبی روایات نے ہند و پاکستان کی سر زمین میں کئی ایک شاعر پیدا کئے، جن کے شاعرانہ کمالات نہ صرف اپنے وطن کے لئے باعث ناز ہیں بلکہ خود اہل ایران اُن کے کارناموں کو تسلیم کرتے ہیں - فیضی، عبدالرحیم خان خاناں ، محسن تھتوی ، منیر لاہوری ، برہمن ، غنی اور بیدل سب کے سب اسی زمرے میں آتے ہیں - ان میں

فیضی اور بیدل دونوں کا رتبہ بلند ہے ۔ فیضی نے نکتہ آفرینیوں کے ساتھ ساتھ قدیم طرز سخن کے احیاء میں بھی کوشش کی ۔ البتہ بیدل کا رنگ سب سے الگ تھلگ تھا ۔ وہ تصوف کا شاعر ہے جو اس کے دور کا خاصہ تھا لیکن اس کے اسلوب بیان میں دقت پسندی اور پیچیدگی بہت تھی ۔ اس اسلوب نگارش کا بانی بھی وہی تھا اور اسی پر اس اسلوب کا خاتمہ ہو گیا ۔

قاچاری دور اٹھارھویں صدی عیسوی کے وسط سے شروع ہو کر انیسویں صدی کے اختتام تک رہا ۔ اس دور کی ادبی سرگرمیوں کو پچھلے چند ادوار کا ، جن میں تیموری اور صفوی دور شامل ہیں، رد عمل کہنا چاہئے ۔ اس دور میں قدما کے اسلوب کے تتبع کی از سر نو کوشش کی گئی ۔ اس ادبی نہضت میں بہت سے سربر آوردہ شعرا شریک ہوئے جن میں مجمر ، نشاط ، صبا ، وصال شیرازی ، قائم مقام اور قاآنی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں ۔ قاآنی کو صائب کے بعد ایران کا معروف ترین شاعر کہا جاتا ہے ۔ آسے زبان پہ بے حد قدرت تھی ۔ اس کے اشعار میں موسیقی اور ترنم بہت نمایاں ہے مگر فکر کی گہرائی نہیں ۔

دور قاچاری کے متوازی ہند میں مرزا غالب کا ظہور ہوا ، مرزا موصوف کی شاعری کو فارسی شاعری کی صدائے باز گشت کہنا چاہئے ۔ لیکن آن کا کمال فن یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا انہوں نے فقط، نظیری اور طالب

ہی کا تتبع نہیں کیا بلکہ شعر میں ایک خاص رجحان پیدا کیا ، اُن کی شخصیت میں انفرادیت بہت غالب تھی - فکر کی گہرائی کے ساتھ ساتھ شدت احساس اور اظہار میں جوش و خروش کا جذبہ اُن کی شاعری کی نمایاں خصوصیتیں ھیں - غالب کے بعد شبلی کا نمبر آتا ھے - اُن کا سارا کمال اُن کی فارسی زبان کو سلیقے سے ادا کرنا ھے - اجنبی ھونے کے باوجود اُن کی زبان میں اھل زبان کی سی چاشنی پائی جاتی ھے - سیاسی شعور کے علاوہ اُن کی شاعری میں کہیں کہیں حافظ کی جھلک دکھائی دیتی ھے - مولانا گرامی کی شاعری کلاسیکی غزل نگاری کے سلسلے کی ایک کڑی ھے -

اقبال کی شاعری کا آغاز بیسویں صدی کی ابتدا میں ھوتا ھے، غالب اور شبلی کی طرح وہ اُردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے، اور دونوں کی طرح اُن کی فارسی شاعری، فارسی شعر و ادب میں ایک خاص حیثیت رکھتی ھے -

اقبال کا اسلوب بیان کلاسیکی ھے لیکن اس کے افکار بالکل نئے ھیں اُس کا سب سے بڑا شاعرانہ کمال یہ ھے کہ اس نے فلسفے کے دقیق، پیچیدہ اور خشک مسائل کو شعر بنا دیا - اُس کے خیالات میں ایک خاص رجحان پایا جاتا ھے، زندگی کے بارے میں وہ انفرادی ھو یا اجتماعی، اس کا ایک مخصوص زاویہ نگاہ، ایک معین اور قطعی نظریہ ھے

جسے ہم اس کا پیغام کہتے ہیں ۔ اس کی شاعری اسی ایک مرکز کے گرد گھومتی ہے لیکن اس مرکزیت کے باوجود اس میں وسعت اور تنوع پایا جاتا ہے ۔

اقبال نے فارسی شعر میں بعض تصرفات بھی کئے ہیں ۔ اس نے پرانی تشبیہوں ، استعاروں، علامتوں اور تلمیحوں کے مفہوم اور معنی کو یک سر بدل دیا ہے ۔ اس کے کلام کا مطالعہ نہ صرف ادبی حظ اور ذہنی لذت اندوزی کا سامان مہیا کرتا ہے بلکہ عملی زندگی میں مشعل ہدایت بھی ہے ۔

بیسویں صدی کے شروع میں ایران کے اندر ایک نئی سیاسی تحریک نے جنم لیا ۔ یہ سیاسی تحریک در اصل حکومت کی چیرہ دستیوں اور اس کے جابرانہ استبداد کے خلاف احتجاج تھا جس کا نتیجہ بغاوت اور رفتہ رفتہ نئے نظام حکومت میں رونما ہوا ۔

اس سیاسی بیداری سے سوئے ہوئے ماضی کے ادب نے بھی آنکھیں کھولیں اور ایک نئی ادبی تحریک کا آغاز ہوا جس سے بہت سی قدیمی روایات یکسر بدل گئیں ۔ صحافت نے آزادی فکر و رائے کا مطالبہ کیا اور اس سے فارسی ادب میں جدید رجحانات کا ظہور ہوا اور شاعری میں نئے نئے تجربات کئے گئے ۔ خیالات کی جدّت ، وسعت اور تنوع کے ساتھ ساتھ نظموں کی قدیمی ہیئت بھی بدل گئی ۔

بعض شعرا نے مضمون و ہیئت دونوں کو بدلا ، بعض کے یہاں خیالات نئے لیکن ہیئت پرانی رہی، ان شعرا میں ملک‌الشعرا بہار ، عارف قزوینی، ایرج مرزا ، پور داؤد ، رشید یاسمی، اور پروین اعتصامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں -

فارسی شاعری کا یہ جدید دور ہماری اُردو شاعری کے جدید دور سے بہت کچھ مشابہ ہے اور اس کے رجحانات بھی ہماری جدید تحریک شاعری کے متوازی چلتے ہیں -

---

دورهٔ سامانی

رودکی

رودکی

قصیده

بوی جوی مولیان آید همی یاد یار مہربان آید همی ۱

ریگ آموی و درشتی های آن زیر پایم پرنیان آید همی 2

ای بخارا! شاد باش و شاد زی میر سویت میہمان آید همی 3

میر[1] ماه است و بخارا آسمان ماه سوی آسمان آید همی 4

میر سرو است و بخارا بوستان سرو سوی بوستان آید همی 5

آب جیحون با همه پهناوری خنگ ما را تا میان آید همی 6

قطعه

رودکی چنگ بر گرفت و نواخت باده انداز کو سرود انداخت 1

و آن عقیق مئی هر که بدید از عقیق گداخته نشناخت 2

هر دو یک گوهرند لیک بطبع این بیفسرد و آن دگر بگداخت 3

نا بسوده دو دست رنگین کرد ناچشیده بتارک اندر تاخت 4

---

۱ - میر سے مراد امیر نصر بن احمد سامانی حاکم خراسان ہے، رودکی اس کے دربار کا ملک الشعرا تھا -

دورهٔ غزنوی

فرخی

فردوسی

مسعود سعد سلمان

فرخی

قصیده

درمدح سلطان محمود و ذکر شکار او گوید

1 ای مبارک پی جهاندار و همایون شهریار
ای ز بهر نام نیکو دین و دنیا را بکار

2 ای یمین دولت و ملک و ولایت را شکوه
ای امین ملّت و دین و شریعت را نگار

3 نیک نامی را چنانی چون زمین را گلستان
پادشاهی را چنانی چون گلستان را بهار

4 جهد تو از بهر خلق است و تو از بهر خدای
مهربان بر مردمان زاهد و پرهیزگار

5 عابدان را از غلامان تو رشک آید همی
از جهاد و از عبادت کردن لیل و نهار

6 از پی آن تا بر تو قدر شان افزون شود
کار شان تسبیح و روزه است و حدیث کردگار

گر گرامی تر کسی ز آن توئ اندر راه دین
چشم را لختی بخوابد بر کشی او را بدار

گیتی از بد مذهبان خالی شد و آسوده گشت
تا تو رسم سنگ و دار آوردی اندر مرغزار[1]

در همه کار ترا صبر و قرار است ای ملک
چون بکار دین رسیدی بیقرای بیقرار

چون باقصای جهان از ملحدان یابی خبر
حیله سازی تا کنی بر چوب خشک او را سوار

شهر یارا ! روزگار تو بتو تاریخ گشت
همچو تو از دولت تو بهره ور شد روزگار

عاشقی بر غزو کردن فتنهٔ بر نام نیک
این دو کردستی بگیتی خویشتن را اختیار

تو بشب بیدار و از تو خلق اندر خواب خوش
تو بجنگ خصم و از تو عالمی در زینهار

جز ترا از خسروان پیوسته هر روزی که دید
مصحفی اندر میان و مصحفی اندر کنار

از شتاب ورد خواندن زود برخیزی ز خواب
وز پی انصاف دادن دیر بنشینی ببار

---

۱ - مرغزار سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سلطان محمود مجرموں کو سزا دیا کرتا تھا -

16 با که کرد از شهریاران و بزرگان جهان

آن کرامتها که ایزد با تو کرد ای شهر یار

17 لا جرم چندان کرامت یافتی ز ایزد کز آن

صد یکی را هیچ حاسب کرد نتواند شمار

18 آنکه اندر خدمت تو تا بشب روزی گذاشت

مژده باد او را که تا حشر ایمن است از ننگ و عار

19 بس کسا کز دولت تو گشت با ملک و سپاه

بس کسا کز خدمت تو گشت با یمن و یسار

20 خشم و پیکار تو باشد با اعادی بیکران

برّ و کردار تو باشد با موالی بے شمار

21 هر که را تو خصم خواندی روز خواندش روز کور

هر که را تو دوست خواندی بخت خواندش بختیار

22 کس مبادا کو کند با تو خداوندا خلاف

کز خلافت ریگ خاکستر شود در جویبار

23 بیم تو بیدار دارد بد سگالان را بشب

همچو کاندر خواب دارد کودکان را کو کنار

24 بر فروزی و بتابی و بتازی از نشاط

چون ترا با شهریاری کرد باید کارزار

25 خوشتر آید مغفر پر خون بچشمت روز جنگ

ز آنکه جام بادهٔ گلگون بچشم باده خوار

26 رزمگاه تو چنان باشد ز خون آلوده سر

چون بوقت به شدن بالین بیماران ز نار

27 گه سپاهی را بدیوار حصاری بر کنی

گه فرود آری شهی را بسته از برج حصار

از همه شاهان تو دانی بستن اندر روز جنگ

جنگجویان و بداندیشان قطار اندر قطار

29 بس جهانبان را که تو بر او تبه کردی جهان

بس دلیرانرا که از سرشان برآوردی دمار

30 تا شکار شیر بینی کم گرائی سوی رنک[1]

آن شکار اختیار است این شکار اضطرار

31 شیر تا بر کنگرهٔ کاخت سر نخچیر دید

از غم و از رشک خون گرید بروزی چند بار

32 چشم‌شیر از خون گرستن سرخ‌باشد روز و شب

هر که چشم شیر دید این آید او را استوار

33 سر فرودآری بتیغ از کرگ[2] چون بار از درخت

پنجه بربائی بتیر از شیر چون برگ از چنار

۱ - پهاڑی بکرا -

۲ - گینڈا -

34 چونکه لختی جنگ راماند شکار از حرص جنگ

چون بیاسائی ز جنگ آید ترا رای شکار

35 تا بدانستند نخچیران که از سر شان همی

کنگرهٔ کاخ تو گردد همچو شاهان تاجدار

36 چون گه صید تو باشد سر سوی غزنی نهند

تا مگر سر شان بری بر کنگرهٔ کاخت بکار

37 گرچه جان خوش باشد وشیرین ز تن بّرندجان

پیش تیر آیند شادان گشته و گستاخ وار

38 هر که را در سر نباشد درخور کاخ تو شاخ

روز صید از شرم‌چون شاخی بود خشک و نزار

39 ای بهر بابی دو دست تو سخی تر ز آسمان

ای نهان تو بهر کاری نکو تر ز آشکار

40 آفتابی تو و لیکن طبع تو دور از طمع

آفتاب از طامعی برگیرد از دریا بخار

41 تا وحوش اندر بیابان زیر فرمان تو اند

روز صید آرند پیش کاخ تو سرها نثار

42 طاعت تو چون نماز است و هر آنکس کز نماز

سر بپیچد تافت او را کرد باید سنگسار

43 تا بجنگ و آشتی شیرین بود گفتار دوست

تا باندوه و بشادی خوش بود دیدار یار

44 تا تن شیرآن شود در عشق بت رویان اسیر

تا دل شاهان بود بر ناز خوبان بردبار

45 بر جهان فرمان تو ران و بر زمین خسرو تو باش

از سهان طاعت تو خواه و از شهان گیتی تو دار

46 بر هوای دل تو باش از شهریاران کامران

بر مراد دل تو باش از تاجداران کامگار

47 بر خور از بخت جوان و بر خور از ملک جهان

بر خور از عمر دراز و برخور از روی نگار

48 باده خور بر روی آن کز بهر او خواهی جهان

می ستان از دست آن کز عشق او داری خمار

49 دست او بر دست گیر و روی او بر روی نه

بوسه اندر بوسه بند و عیش با او خوش گذار

50 گنگ باد آنکس که اندر طعن تو گوید سخن

کور باد آنکس که اندر عرض تو جوید عوار

فردوسی

شاهنامه

کشته شدن سهراب از دست رستم

دگر باره اسپان ببستند سخت　　بسر برهمی گشت بدخواه بخت ۱

هر آنگه که خشم آورد بخت شوم　　شود سنگ خارا بکردار موم ۲

بکشتی گرفتن نهادند سر　　گرفتند هر دو دوال کمر ۳

سپهدار سهراب آن روز دست　　تو گفتی که چرخ بلندش ببست ۴

غمین گشت رستم بیازید چنگ　　گرفت آن سرویال جنگی پلنگ ۵

خم آورد پشت دلاور جوان　　زمانه سر آمد نبردش توان ۶

زدش بر زمین بر بکردار شیر　　بدانست کو هم نماند بزیر ۷

سبک تیغ تیز از میان بر کشید　　بر پور بیدار دل بردرید ۸

هر آنگه که تو تشنه گشتی بخون　　بیالودی این خنجر آبگون ۹

زمانه بخون تو تشنه شود　　براندام تو موی دشنه شود ۱۰

بپیچید از آن پس یکی آه کرد　　ز نیک و بد اندیشه کوتاه کرد ۱۱

بدو گفت کین بر من از من رسید　　زمانه بدست تو دادم کلید ۱۲

تو زین بیگناهی که این کوزپشت　　مرا برکشید و بزودی بکشت ۱۳

14 ببازی بگویند هم سال من بخاک اندر آمد چنین یال من

15 نشان داد مادر مرا از پدر ز مهر اندر آمد روانم بسر

16 همی جستمش تا ببینمش روی چنین جان بدادم بدین آرزو

17 دریغا که رنجم نیامد بسر ندیدم درین هیچ روی پدر

18 کنون گر تو در آب ماهی شوی و یا چون شب اندر سیاهی شوی

19 و گر چون ستاره شوی بر سپهر ببرّی ز روی زمین پاک مهر

20 بخواهد هم از تو پدر کین من چو بیند که خشتست بالین من

21 ازان نامداران گردن کشان کسی هم برد نزد رستم نشان

22 که سهراب کشتست وافگنده‌خوار همی خواست کردن ترا خواستار

23 چو بشنید رستم سرش خیره گشت جهان پیش چشم اندرش تیره گشت

24 همی بی تن وتاب و بی‌توش گشت بیفتاد از پای و بیهوش گشت

25 بپرسید ازان پس که آمد بهوش بدو گفت با ناله و با خروش

26 بگو تا چه داری ز رستم نشان که گم باد نامش ز گردنکشان

27 که رستم منم کم مماناد نام نشیناد بر ماتمم پورسام

28 بزد نعره و خونش آمد بجوش همی کند موی و همی زد خروش

29 چون سهراب رستم بدان سان بدید بیفتاد هوش از سرش بر پرید

30 بدو گفت گر زانکه رستم توئی بکشتی مرا خیره بر بدخوئی

31 ز هر گونه بودم ترا رهنمای نجنبید یک ذرّه مهرت ز جای

کنون بند بگشای از جوشنم   برهنه ببین این تن روشنم 32

چو برخاست آواز کوس از درم   بیامد پر از خون دو رخ مادرم 33

همی جانش از رفتن من بخست   یکی مهره بر بازوی من ببست 34

مرا گفت کین از پدر یادگار   بدار و ببین تا کی[1] آید بکار 35

کنون کار گر شد که پیکار گشت   پسر پیش چشم پدر خوار گشت 36

چو بگشاد خفتان و آن مهره دید   همه جامه بر خویشتن بر درید 37

همی گفت کای کشته بر دست من   دلیر و ستوده بهر انجمن 38

همی ریخت خون و همی کند موی   سرش پر زخاک وپر از آب‌روی 39

بدو گفت سهراب کین بدتریست   بآب دو دیده نباید گریست 40

ازین خویشتن کشتن اکنون چه‌سود   چنین رفت و این بودنی کار بود 41

چو خورشید تابان ز گنبد بگشت   تهمتن نیامد بلشکر ز دشت 42

ز لشکر بیامد هشیوار بیست   که تا اندر آوردگه کار چیست 43

دو اسپ اندر آن دشت بر پای بود   پر از گرد و رستم دگر جای بود 44

گو پلیتن را چو بر پشت زین   ندیدند گردان دران دشت کین 45

چنان بدگمان شان که او کشته شد   سر نامداران همه گشته شد 46

بکاؤس کی تاختند آگهی   که تخت مهی شد ز رستم تهی 47

ز لشکر برآمد سراسر خروش   برآمد زمانه یکایک بجوش 48

---

١ - که

49 بفرمود کاؤس تا بوق و کوس — دمیدند و آمد سپهدار طوس

50 بتازید تا کار سهراب چیست — که بر شهر ایران بباید گریست

51 اگر کشته شد رستم جنگجوی — از ایران که یارد شدن پیش اوی

52 با نبوه زخمی بباید زدن — بدین رزمگه بر نشاید بدن

53 چو آشوب برخاست از انجمن — چنین گفت سهراب با پیلتن

54 که اکنون چو روز من اندرگذشت — همه کار ترکان دگر گونه گشت

55 همه مهربانی بدان کن که شاه — سوی جنگ توران نراند سپاه

56 که ایشان بپشتی من جنگجوی — سوی مرز ایران نهادند روی

57 بسی روز را داده بودم نوید — بسی کرده بودم زهر در امید

58 چه دانستم ای پهلوان نامور — که باشد روانم بدست پدر

59 نباید که بینند رنجی براه — مکن جز بنیکی در ایشان نگاه

60 درین دژ دلیری به بند منست — گرفتار خمّ کمند منست

61 بسی زو نشان تو پرسیده ام — همه بدّ خیال تو در دیده ام

62 جز آن بود یکسر سخنهای اوی — ازو باز ماند تهی جای اوی

63 چو گشتم ز گفتار او نا امید — شدم لاجرم تیره روز سفید

64 ببین تا کدامست از ایرانیان — نباید که آید بجانش زیان

65 نشانی که بد داده مادر مرا — بدیدم نبد دیده باور مرا

66 چنینم نوشته بد اختر بسر — که من کشته گردم بدست پدر

چو برق آمدم رفتم اکنون چو باد　　بمینو مگر بینمت باز شاد

ز سختی برستم فرو بست، دم　　بر آتش دل و دیدگان پر ز نم

نشست از بر رخش رستم چو گرد　　پر از خون‌دل‌ولب پرازباد سرد

بیامد بپیش سپه با خروش　　دل‌از کردهٔ‌خویش‌پردردوجوش

چو دیدند ایرانیان روی اوی　　همه بر نهادند بر خاک روی

ستائش گرفتند بر کردگار　　که او زنده باز آمد از کار زار

چو زان گونه دیدند بر خاک سر　　دریده همه جامه و خسته بر

بپرسش گرفتند کین کار چیست　　ترا دل بدین گونه از بهر کیست

بگفت آن شگفتی که‌خود کرده بود　　گرامی پسر را که آزرده بود

همه بر گرفتند با او خروش　　نماند آن زمان با سپهدار هوش

چنین گفت با سرفرازان که من　　نه دل دارم امروز گوی نه تن

شما جنگ توران مجویید کس　　که‌این بد که من کردم‌امروزبس

ز واره بیامد بر پلیتن،　　دریده بر و جامه و خسته تن

چو رستم برادر بران گونه دید　　بگفت آنچه از پور کشته شنید

پشیمان شدم من ز کردار خویش　　ستانم مکافات ز اندازه بیش

پسر را بکشتم بپیرانه سر　　بریده پی و بیخ آن نامور

دریده جگر گاه پور جوان　　بگرید برو چرخ تا جاودان

فرستاد نزدیک هومان پیام　　که شمشیر کین ماند اندر نیام

Jmp

85 نگهدار آن لشکر اکنون توی — نگه کن بدیشان مگر نغنوی

86 که با تو سرا روز پیکار نیست — همایش ازین جای گفتار نیست

87 تو از زشت خوی نگفتی ورا — بر آتش زدی جان و دیده سرا

88 برادرش را گفت پس پهلوان — که برگرد ای گرد روشن روان

89 تو با او برو تا لب رود آب — مکن بر کسی هیچ گونه شتاب

90 زواره بیامد هم اندر زمان — بهومان سخن گفت از پهلوان

91 بپاسخ چنین گفت هومان گرد — که بنمود سهراب را دستبرد

92 هجیر ستیزندهٔ بد گمان — که می داشت راز سپهبد نهان

93 نشان پدر جست با او نگفت — روانش بیدانشی بود جفت

94 بما این بد از شوئی او رسید — بباید مر او را سر از تن برید

95 زواره بیامد بر پلیتن — ز هومان سخن راند و از انجمن

96 ز کار هجیر بد بدگمان — که سهراب را زو سرآمد زمان

97 تهمتن ز گفتار او خیره گشت — جهان پیش چشم اندرش تیره گشت

98 بنزد هجیر آمد از دشت کین — گریبانش بگرفت و زد بر زمین

99 یکی خنجر آبگون بر کشید — سرش را همین خواست از تن برید

100 بزرگان بپوزش فراز آمدند — هجیر از در مرگ باز استدند

101 چو برگشت ازان جایگه پهلوان — بیامد برخسته پور جوان

102 بزرگان برفتند با او بهم — چوطوس وچوگودرز وچون گستهم

همه لشکر از بهر آن ارجمند زبان بر کشادند یکسر ز بند 103
که درمان این کار یزدان کند مگر کین غمان بر تو آسان کند 104
یکی دشنه بگرفت رستم بدست که از تن ببرّد سر خویش پست 105
بزرگان بدو اندر آویختند ز مژگان همی خون دل ریختند 106
بدو گفت گودرز ه کنون چه سود گر از روی گیتی بر آری تو دود 107
تو برخویشتن گر کنی صد گزند چه آسانی آید بدان ارجمند 108
اگر مانده باشد سر او را زمان بماند بگیتی تو با او بمان 109
وگر زین جهان آن جوان رفتنیست بگیتی نگه کن که جاوید کیست 110
شکاریم یکسر همه پیش مرگ سر زیر تاج و سر زیر ترگ 111
چو آیدش هنگام بیرون کنند و زان پس ندانیم تا چون کنند 112
ز مرگ ای سپهبد بی اندوه کیست همی خویشتن را بباید گریست 113
دراز است راهش و گر کوته‌است پراگندگانیم اگر همره است 114

نوشدارو خواستن رستم از کاؤس

بگودرز گفت آن زمان پهلوان که ای گرد با نام روشن روان 1
پیامی ز من سوی کاؤس بر بگویش که ما را چه آمد بسر 2
بدشنه جگر گاه پور دلیر دریدم که رستم مماناد دیر 3
گرت هیچ یاد است کردار من یکی رنجه کن دل بتیمار من 4
ازان نوشدارو که در گنج تست کجا خستگان را کند تن درست 5

6 بنزدیک من با یکی جام می — سزد گر فرستی هم اکنون ز پی

7 مگر کو ببخت تو بهتر شود — چو من پیش تخت تو کهتر شود

8 بیامد سپهبد بکردار باد — بکاؤس یکسر پیامش بداد

9 بدو گفت کاؤس کز پیلتن — کرا بیشتر آب نزدیک من

10 نخواهم که او را بد آید بروی — که هستش بسی نزد من آبروی

11 و لیکن اگر داروی نوش من — دهم زنده ماند یل پیلتن

12 کند پست رستم بنیرو ترا — هلاک آورد بی گمان مر مرا

13 اگر یک زمان زو بمن بد رسد — نسازیم پاداش او جز به بد

14 شنیدی که او گفت کاؤس کیست — گر او شهریار است پس طوس کیست

15 کجا گنجد اندر جهان فراخ — بدان فرّو برز و بدان یال و شاخ

16 کجا باشد او پیش تختم بپای — کجا راند او زیر فرّ همای

17 بدشنام چندی مرا بر شمرد — به پیش سپه آبرویم ببرد

18 چو فرزند او زنده ماند مرا — یکی خاک باشد بدست اندرا

19 سخنهای سهراب نشنیدهٔ — نه مرد بزرگ جهان دیدهٔ

20 کز ایرانیان سر ببرم هزار — کنم زنده کاؤس کی را بدار

21 اگر ماند او زنده اندر جهان — بپیچند ازو هم مهان و کهان

22 کسی دشمن خویشتن پرورد — بگیتی درون نام بد گسترد

23 چو بشنید گودرز بر گشت زود — بر رستم آمد بکردار دود

بدو گفت خوی بد شهر یار　درختیست حنظل همیشه ببار 24

بتندی بگیتی ورا یار نیست　همان رنج کس را خریدار نیست 25

ترا رفت باید بنزدیک اوی　که روشن کنی جان تاریک اوی 26

زاری کردن رستم بر سهراب

بفرمود رستم که تا پیشکار　یکی جامه آرد برش پر نگار 1

جوان را بران جامهٔ زر نگار　بخواباند و آمد بر شهریار 2

گو پیلتن سر سوی راه کرد　کس آمد پیش زود و آگاه کرد 3

که سهراب شد زین جهان فراخ　همی از تو تابوت خواهد نه کاخ 4

پدر جست و برزد یکی سرد باد　بنالید و مژگان بهم بر نهاد 5

پیاده شد از اسپ رستم چو باد　بجای کله خاک بر سر نهاد 6

بزرگان لشکر همه همچنان　غریوان و گریان و زاری کنان 7

همی گفت زار ای نبرد جوان　سر افراز و از تخمهٔ پهلوان 8

نبیند چو تو نیز خورشید و ماه　نه جوشن نه خود و نه تخت و کلاه 9

کرا آمد این پیش کامد مرا　که فرزند کشتم بپیران سرا 10

نبیرِ جهان دار سام سوار　سوی مادر از تخمهٔ نامدار 11

چومن نیست در گرد گیهان یکی　بمردی بدم پیش او کودکی 12

بریدن دو دستم سزاوار هست　جز از خاک تیره مبادم نشست 13

چه گویم چو آگه شود مادرش　چه گونه فرستم کسی را برش 14

15 چه گویم چرا کشتمش بی گناه — چرا روز کردم برو بر سیاه

16 کدامین پدر هرگز این کار کرد — سزاوارم اکنون بگفتار سرد

17 بگیتی که کشتست فرزند را — دلیر و جوان و خردمند را

18 پدرش آن گرانمایه تر پهلوان — چه گوید بدان دخت پاک جوان

19 برین تخمهٔ سام نفرین کنند — مرا نام بی مهر و بی دین کنند

20 که دانست کین کودک ارجمند — بدین سال گردد چو سرو بلند

21 بجنگ آیدش رای و سازد سپاه — بمن بر کند روز روشن سیاه

22 بفرمود تا دیبهٔ خسروان — کشیدند بر روی پور جوان

23 همی آرزو گاه و شهر آمدش — یکی تنگ تابوت بهر آمدش

24 ازان دشت بردند تابوت اوی — سوی خیمهٔ خویش بنهاد روی

25 بپرده سرا آتش اندر زدند — همه لشکرش خاک بر سر زدند

26 همان خیمه و دیبهٔ رنگ رنگ — همه تخت پر مایه زرین پلنگ

27 بر آتش نهادند برخاست غو — همی کرد زاری جهاندار گو

28 جهان چون تو دیگر نبیند سوار — بمردی و گردی گه کار زار

29 دریغ آن همه مردی و رای تو — دریغ آن رخ و برز و بالائی تو

30 دریغ این غم و حسرت جان گسل — ز مادر جدا وز پدر داغ دل

31 همی ریخت خون و همی کند خاک — بتن جامهٔ خسروی کرده چاک

32 بگفتا نکوهش کند زال زر — همان نیز رودابهٔ پر هنر

که رستم بکینه برو دست یافت   بدشنه جگرگاه او بر شکافت 33

بدین کار پوزش چه پیش آورم   که دل شان بگفتار خویش آورم 34

چه گویند گردان و گردنکشان   چون زین شان شود نزد ایشان نشان 35

ازین چون بدیشان رسد آگهی   که برکندم از باغ سرو سهی 36

همه پهلوانان کاؤس شاه   نشستند بر خاک با او براه 37

زبان بزرگان پر از پند بود   تهمتن بدرد از جگربند بود 38

چنینست کردار چرخ بلند   بدستی کلاه و بدیگر کمند 39

چون شادان نشیند کسی با کلاه   بخمّ کمندش رباید زگاه 40

چرا مهر باید همی بر جهان   چو باید خرامید با همرهان 41

چو اندیشهٔ بود گردد دراز   همی گشت باید سوی خاک باز 42

اگر چرخ را هست ازین آگهی   همانا که گشتست مغزش تهی 43

چنان دان کزین گردش آگاه نیست   بچون و چرا سوی او راه نیست 44

بدین رفتن اکنون نباید گریست   ندانیم فرجام این کار چیست 45

ز سهراب چون شد خبر نزد شاه   بیامد بنزدیک او با سپاه 46

برستم چنین گفت کاؤس کی   که از کوه البرز تا برگ نی 47

همی برد خواهد بگردش سپهر   نباید فگندن بدین خاک مهر 48

یکی زود سازد یکی دیر تر   سر انجام بر مرگ باشد گذر 49

دل و جان بدین رفته خورسند کن   همه گوش سوی خرد مند کن 50

51 اگر آسمان بر زمین بر زنی — وگر آتش اندر جهان در زنی

52 نیابی همان رفته را باز جای — روانش کهن دان بدیگر سرای

53 من از دور دیدم برویال اوی — چنان برز و بالا و کوپال اوی

54 زمانه بر انگیختش با سپاه — که ایدر بدست تو گردد تباه

55 چه سازی و درمان این کار چیست — برین رفته تا چند خواهی گریست

56 بدو گفت رستم که او خود گذشت — نشستست هومان درین پهن دشت

57 ز توران سرانند و چندی ز چین — ازیشان بدل در مدار ایچ کین

58 زواره سپه را گذارد براه — بنیروی یزدان و فرمان شاه

59 بدو گفت شاه ای گو ناسجوی — از این رزم اندوهت آید بروی

60 گر ایشان بمن چند بد کرده اند — وگر دود ز ایران برآورده اند

61 دل من ز درد تو شد پر ز درد — نخواهم از ایشان بکین یاد کرد

آگاهی یافتن مادر از کشته شدن سهراب

1 غریو آمد از شهر توران زمین — که سهراب شد کشته بر دشت کین

2 خبر زو بشاه سمنگان رسید — همه جامه بر خویشتن بر درید

3 بمادر خبر شد که سهراب گرد — بتیغ پدر خسته گشت و بمرد

4 بزد چنگ و بدرید پیراهنش — درخشان شد آن لعل زیباتنش

5 بر آورد بانگ و غریو و خروش — زمان تا زمان زو همی رفت هوش

6 مر آن زلف چون تاب داده کمند — بانگشت پیچید و از بن فگند

روان گشته از روی او جوی خون　　زمان تا زمان اندر آمد نگون 7

همه خاک تیره بسر بر فکند　　بدندان ز بازوی خود گوشت کند 8

بسر بر فکند آتش و بر فروخت　　همه موی مشکین بآتش بسوخت ۹

همی گفت کای جان مادر کنون　　کجائی سرشته بخاک و بخون ۱۰

چو چشمم بره بود گفتم مگر　　ز سهراب و رستم بیابم خبر ۱۱

گمانم چنان بود گفتم کنون　　بگشتی بگرد جهان اندرون ۱۲

پدر را همی جستی و یافتی　　کنون بامدن تیز بشتافتی ۱۳

چه دانستم ای بود کاید خبر　　که رستم بخنجر دریدت جگر ۱۴

دریغش نیامد از آن روی تو　　ازان برز و بالای و بازوی تو ۱۵

ازان گرد گاهش نیامد دریغ　　که ببرید رستم ببرنده تیغ ۱۶

پرورده بودم تنش را بناز　　برخشنده روز و شبان دراز ۱۷

کنون آن بخون اندرون غرقه گشت　　کفن برتن پاک او خرقه گشت ۱۸

کنون من کرا گیرم اندر کنار　　که خواهد بدن مر مرا غمگسار ۱۹

کرا خوانم اکنون بجای تو پیش　　کرا گویم این درد و تیمار خویش 20

دریغا تن و جان و جسم و چراغ　　بخاک اندرون مانده از کاخ و باغ 21

پدر جستی ای گرد لشکر پناه　　بجای پدر گورت آمد براه 22

از امید نومید گشتی تو زار　　بخفتی بخاک اندرون زار و خوار 23

ازان پیش کو دشنه را برکشید　　جگرگاه سیمین تو بردرید 24

چرا آن نشانی که مادرت داد　　ندادی برو بر نکردیش یاد 25

26 نشان داده بود از پدر مادرت ز بهرچه نامد همی باورت
27 کنون مادرت ماند بی تو اسیر پر از رنج و تیمار و درد و زحیر
28 چرا نامدم با تو اندر سفر که کشتی بگردان گیتی سر
29 مرا رستم از دور بشناختی ترا با من ای پور بنواختی
30 بینداختی تیغ آن سرفراز نکردی جگر گاهت ای پور باز
31 همی گفت و میخست و می کند موی همی زد کف دست بر خوبروی
32 ز بس کو همی شیون و ناله کرد همه خلق را چشم پر ژاله کرد
33 برین گونه بیهش بیفتاد پست همه خلق را دل برو بر بخست
34 بیفتاد بر خاک چون مرده گشت تو گفتی همی خونش افسرده گشت
35 بهوش آمد و باز نالش گرفت بر آن پور کشته سگالش گرفت
36 ز خون جگر کرد لعل آب را بیاورد آن تاج سهراب را
37 همی زار بگریست بر تاج و تخت همی گفت ای خسروانی درخت
38 بیاورد آن جرمهٔ باد پای که در روز روشن بد و بود رای
39 سر اسپ او را ببر در گرفت بمانده جهانی بدو در شگفت
40 گهی بوسه زد بر سرش گه بروی ز خون زیر سمش همیراند جوی
41 ز خون مژه خاک را کرد لعل همی روی مالید بر سم و نعل
42 بیاورد آن جامهٔ شاهوار گرفتش چو فرزند اندر کنار
43 بیاورد خفتان و درع و کمان همان نیزه و تیغ و گرز گران
44 بیاورد زین و لگام و سپر لگام و سپر را همی زد بسر

کندش بیاورد هشتاد باز بپیش خود اندر فکندش دراز 45
یاورد آن جوشن و خود اوی همی گفت کای شیر پرخاشجوی 46
س تیغ سهراب را برکشید فش دم اسپش ز نیمه برید 47
بدرویش داد این همه خواسته زر و سیم و اسپان آراسته 48
در کاخ بر بست و تختش بکند ز بالا در آورد و پستش فکند 49
در خانها را سیه کرد پاک ز کاخ و رواقش برآورد خاک 50
رو هشت جای که بد جای بزم ازان بزمگه رفته بودش برزم 51
بپوشید پس جامهٔ نیلگون همان نیلگون غرق گشته بخون 52
بروز و بشب مویه کرد و گریست پس از مرگ سهراب سالی بزیست 53
سرانجام هم در غم او بمرد روانش بشد سوی سهراب گرد 54
چنین گفت بهرام نیکو سخن که با مردگان آشنای مکن 55
نه ایدر همی ماند خواهی دراز بسیچیده باش و درنگی مساز 56
بتو داد یک روز نوبت پدر سزد گر ترا نوبت آید بسر 57
چنین است و رازش نیامد پدید نیابی بخیره چه جوئی کلید 58
در بسته را کس نداند گشاد بدان رنج عمر تو گردد بباد 59
ولیکن که اندر گذشت از قضا چنین بد قضا از خداوند ما 60
دل اندر سرای سپنجی مبند سپنجی نباشد بسی سودمند 61

———

مسعود سعد سلمان لاهوری

توصیف برشگال

بر شگال ای بهار هندستان   ای نجات از بلای تابستان

دادی از تیرمه بشارت ها   باز رستیم از آن حرارت ها

هر سو از ابر لشکری داری   در امارت مگر سری داری

بادهای تو میغها دارند   میغهای تو تیغها دارند

رعدهای تو کوسها کوبند   چرخ گوئی همی که بکشوبند[1]

طبع و حال هوا دگر کردی   دشتها را همه شمر کردی

سبزها را طراوتی دادی   عمر ها را حلاوتی دادی

راغ را گل زمرّدین کردی   باغ را شاخ بسّدین کردی

ای شگفتی نکو نگار گری   رنگ طبعی نکو بکار بری

تو بدین حملهٔ که افگندی   بیخ خشکی ز خاک برکندی

تیر بگذشت ناگهان بر ما   منهزم گشت لشکر گرما

تن ما زیر جامهای تنک   گشت تازه ز بادهای خنک

اینت راحت که رنج گرما نیست   پس ازین جز امید سرما نیست

حبّذا ابرهای پرنم تو   خرّما سبزه های خرّم تو

عیش عشرت کنون توان کردن   میٔ شادی کنون توان خوردن

---

۱ - مصدر کشفتن (مضارع کشوبد) بمعنی کهولنا، پهاڑنا

افراط و تفریط روزگار

زمید دست من بچرخ بلند   ورنه بکشادمیش بند از بند

ایمنی کرد سخت نا هموار   بیش و کم درمیان خلق افگند

این نیابد همی برنج پلاس   و آن نپوشد همی ز ناز پرند

آنکه بسیار یافت ناخشنود   و آنکه اندک ربود نا خرسند

خیز مسعود سعد رنجه مباش   هر چه یزدان دهد بر او بپسند

گر جفا بینی از فلک مگری   ور وفایابی از زمانه مخند

کین زمانه نشد کسی را دوست   دهر کس را نگشت خویشاوند

موعظت

آگه نیست آدمی از گشت روزگار
شادان همی نشیند و غافل همی رود

دل بستهٔ هواست گزیند ره هوا
تن بندهٔ دل آمد و با دل همی رود

گر باطلی ببیند گوید که هست حق
حقی که رفت گوید باطل همی رود

ماند بر آن که باشد بر کشتیٔ روان
پندارد اوست ساکن و ساحل همی رود

دورهٔ سلجوق

ابو سعید ابوالخیر

انوری

نظامی

خیام

ابوسعید ابو الخیر

رباعیات

باز آ باز آ هرآنچه هستی باز آ

گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

این درگهٔ ما درگهٔ نومیدی نیست

صد بار اگر توبه شکستی باز آ

عاشق نتواند نفسی بی غم زیست

بی یارو دیار اگر بود خود غم نیست

خوش آنکه بیک کرشمه جان کرد نثار

هجران ز وصال را ندانست که چیست

گفتار نکو دارم و کردارم نیست

از گفت نکوی و بی‌عمل عارم نیست

دشوار بود کردن و گفتن آسان

آسان بسیار هیچ دشوارم نیست

آن را که حدیث عشق در دل گردد
باید که به تیغ عشق بسمل گردد
از خاک طپان طپان رخ آغشته بخون
برخیزد و گرد سر قاتل گردد

ای عشق تو مایهٔ جنون دل من
حسن رخ تو ریخته خون دل من
من دانم و دل که در رصالت چونم
کس را چه خبر ز اندرون دل من

رخسار تو بی نقاب دیدن نتوان
دیدار تو بی حجاب دیدن نتوان
مادام که در کمال اشراق بود
سرچشمهٔ آفتاب دیدن نتوان

نی باغ نه بستان نه چمن می خواهم
نی سرو نه گل نه یاسمن می خواهم
خواهم زخدای خویش کنجی که درآن
من باشم وآن کسی که من میخواهم

قصیده

"اشک‌های خراسان"

بر سمرقند اگر بگذاری، ای باد سحر!
نامهٔ اهل خراسان ببر خاقان بر
نامهٔ، مطلع آن، رنج تن و آفت جان
نامهٔ، مقطع آن، درد دل و خون جگر
نامهٔ، بر رقمش آه عزیزان پیدا،
نامهٔ، در شکنش خون شهیدان مضمر
نقش تحریرش، از سینهٔ مظلومان خشک
سطر عنوانش، از دیدهٔ محرومان تر
ریش گردد، ممر صوت، ازو گاه سماع
خون شود، مردمک دیده، ازو گاه نظر
تا کنون حال خراسان و رعایا بوده است
بر خداوند جهان خاقان پوشیده، مگر

7 نی، نبود است، که پوشیده نباشد بر وی

ذره نیک و بد نه فلک و هفت اختر

8 کارها بسته بود بیشک در وقت و کنون

وقت آنست که راند سوی ایران لشکر

9 خسرو عادل خاقان معظّم، گر چند

بادشه هست و جهاندار، بهفتاد پدر

10 دائمش فخر بآنست، که در پیش ملوک

پسرش خواندی، سلطان سلاطین سنجر

11 باز خواهد ز غزان کینه که واجب باشد

خواستن کین پدر بر پسر خوب سیر

12 چون شد از عدلش سر تا سر توران آباد

کی روا دارد ایران را ویران یکسر

13 ای کیومرث بقا! بادشه کسری عدل!

وی منوچهر لقا! خسرو افریدون فر!

14 قصه اهل خراسان بشنو از سر لطف

چون شنیدی، ز ره لطف بر ایشان بنگر

15 این دل افگار جگر سوختگان می گویند

کای دل و دولت و دین را ز تو شادی و ظفر

خبرت هست کزین زیر و زبر شوم غزان

16 نیست یک پی ز خراسان که نشد زیر و زبر؟

بر بزرگان زمانه شده خردان سالار

17 بر کریمان جهان گشته لئیمان مهتر

بر در دونان، احرار حزین و حیران

18 در کف رندان، ابرار اسیر و مضطر

مسجد جامع هر شهر، ستوران شانرا

19 پایگاهیست که نه سقفش پیدا و نه در

نکند خطبه به هر شهر بنام غز از آنکه

20 در خراسان نه خطیب است کنون نی منبر

کشته فرزند گرامی، و اگر ناگاهان

21 بیند، از بیم خروشید نیارد، مادر

بر مسلمانان آن نوع کنند استخفاف

22 که مسلمان نکند صد یک از آن با کافر

هست در روم و خطا امن مسلمانان را

23 نیست یک ذره سلامت به مسلمانی در

خلق را زین غم فریاد رس ای شاه نژاد!

24 ملک را زین ستم آزاد کن ای پاک گهر!

ده بیاراست بنامت دینار

بخدای که بر افراخت بفرقت افسر

26 که کنی فارغ و آسوده دل خلق خدای

زین فرومایه غز شوم پی و غارت گر

27 وقت آنست، که یابند ز رحمت پاداش

گاه آنست، که گیرند ز تیغت کیفر

28 زن و فرزند و زر و جمله بیک حمله چوپار

بردی، امسال روان شان بدگر حمله بر

29 آخر ایران که از و بودی فردوس برشک

وقف خواهد بد تا حشر برین شوم حشر

30 سوی آنحضرت کزعدل تو گشته است بهشت

دور ازین جای که از ظلم غزان شد چوسقر

31 هر که پای و خری داشت، بحیلت بگریخت

چکند مسکین آن را که نه پای است و نه خر

32 رحم کن رحم بر آن قوم، که جویند جوین

از پس آنکه نخوردندی از ناز شکر

33 رحم کن رحم بر آنها، که نیابند نمد

از پس آنکه از اطلس شان بودی بستر

رحم کن رحم بر آن قوم، که نبود شب و روز

34 در مصیبت شان جز نوحه‌گری کار دگر

رحم کن رحم بر آن قوم، که رسوا گشتند

35 از پس آنکه بمستوری بودند سمر

گرد آفاق چو اسکندر بر گرد، از آنکه

36 توئی امروز جهان را بدل اسکندر

از تو رزم ای شه و از بخت موافق نصرت

37 از تو عزم ای ملک و از ملک العرش ظفر

همه پوشند کفن چون تو بپوشی خفتان

38 همه خوانند امان چون تو بخواهی مغفر

بهرهٔ باید از عدل تو نیز ایران را

39 گرچه ویران شده، بیرون ز جهانش مشمر

نور خور روشنی و هست خراسان اطلال

40 نه بر اطلال بتابد چو بر آبادی خور

هست ایران بمثل شوره و تو ابری، و ابر

41 بیفشاند بر شوره، چو بر باغ مطر

تا جهان را بفروزد خور گردون پیمای

42 از جهانداری، ای خسرو عادل! برخور

ندارم طاقت این کورهٔ تنگ   خلاصی ده سرا چون لعل از سنگ

توئی یاری ده فریاد هر کس   بفریاد من فریاد خوان رس

بآب دیدهٔ طفلان معصوم   بسوز سینهٔ پیران مظلوم

به دور افتادگان از خانمانها   بواپس ماندگان از کاروانها

بمحتاجان در بر خلق بسته   بمحرومان خون در خون نشسته

به‌داور داور فریاد خواهان   به یارب یارب صاحب گناهان

بنوری کز خلایق در حجاب است   بانعامی که بیرون از حساب است

بهر طاعت که نزدیکت صواب است   بهر دعوت که پیشت مستجاب است

بامید نجات بیم داران   بصدق سینهٔ تسلیم کاران

که رحمی بر دل پر خونم آور   وزین غرقاب غم بیرونم آور

وگر هر موی من گردد زبانی   شود هر یک ترا تسبیح خوانی

هنوز از بی زبانی خفته باشم   ز صد شکرت یکی نا گفته باشم

تو آن هستی که با تو کیسنی نیست   تو هستی و آن دگر جز نیستی نیست

بدرگاه تو در امید و در بیم   نشاید راه بردن جز به تسلیم

بانعام خودم دلخوش کن از یار   که انعام تو برمن هست بسیار

ز تو چون پوشم این راز نهانی

وگر پوشم تو خود پوشیده دانی

———

رباعیات

آمد سحری ندا ز میخانهٔ ما

کای رند خراباتی دیوانهٔ ما

برخیز که پُر کنیم پیمانه ز می

زان پیش که پُر کنند پیمانهٔ ما

——

هنگام سپیده دم خروس سحری

دانی که چرا همی کند نوحه گری

یعنی که نمودند در آئینهٔ صبح

کز عمر شبی گزشت و تو بی خبری

——

بر چهرهٔ گل شبنم نوروز خوشست

در صحن چمن روی دل افروز خوشست

از دی که‌گذشت هرچه گوئی خوش نیست

خوش باش وز دی مگو که امروز خوشست

——

دورهٔ مغول

سعدی ره

امیر خسرو ره

حسن ره دهلوی

4

این کهنه رباط را که عالم نامست
آرامگه ابلق صبح و شامست
بزمیست که واماندهٔ صد جمشیدست
قصریست که تکیه گاه صد بهرامست

5

این قافلهٔ عمر عجب می گذرد
دریاب دمی که با طرب می گذرد
ساقی غم فردای حریفان چه خوری
پیش آر پیالهٔ که شب می گذرد

6

افسوس که نامهٔ جوانی طی شد
وین تازه بهار ارغوانی دی شد
آن مرغ طرب که نام او بود شباب
هیهات ندانم که کی آمد کی شد

7

بر خیز و مخور غم جهان گذران
خوش باش و دمی بشادمانی گذران
در طبع جهان اگر وفائی بودی
نوبت بتو خود نیامدی از دگران

سعدی ره

غزلیات

مشتاقی و صبوری از حد گذشت یارا

گر تو شکیب داری طاقت نماند ما را

گاهی بچشم احسان در حال ما نگاهی

کز خوان بادشاهان نعمت رسد گدا را

من بی تو زندگانی خود را نمی پسندم

کاسائشی نباشد بی دوستان بقا را

سلطان که خشم گیرد بر بندگان حضرت

حکمش رسد و لیکن حدی بود جفا را

باز آی و جان شیرین بستان ز من بخدمت

دیگر چه برگ باشد درویش بی نوا را

یارب تو آشنا را مهلت ده و سلامت

چندان که باز بیند دیدار آشنا را

سعدی قلم بسختی رفتست و نیک بختی

پس هرچه پیشت آید گردن بنه قضا را

دلی که عاشق و صابر بود مگر سنگ است
ز عشق تا به صبوری هزار فرسنگ است

برادران طریقت ملامتم مکنید
که صبر در ره عشق آبگینه و سنگ است

دگر بخفیه نمی بایدم شراب و سماع
که نام نیک در آئین عاشقی ننگ است

بیادگار کسی دامن نسیم و صبا
گرفته ایم، چه حاصل ؟ که باد در چنگ است

به خشم رفته ٔ ما را که می برد پیغام
بیا که ما سپر انداختیم اگر جنگ است

ملامت از دل سعدی فرو نشوید عشق
سیاهی از حبشی کی رود که خود رنگ است

اتفاقم بسر کوی کسی افتاده است
که در آن کوی چومن کشته بسی افتاده است

خبر ما برسانید بمرغان چمن
که هم آواز شما در قفسی افتاده است

به دلارآم بگو ای نفس باد سحر
کار ما همچو سحر با نفسی افتاده است

عدیا حال پراگنده گوی آن داند
که همه عمر بچوگان کسی افتاده است

از دوران عشق ایام نیست — بامداد عاشقان را شام نیست
رندند و صوفی در سماع — عشق را آغاز هست انجام نیست
زاران در یکی گیرد سماع — زانکه هر کس محرم پیغام نیست
این ره بدین معنی برند — در سرای خاص بار عام نیست
سوزد بر نیاید بوی عود — پخته داند کاین سخن با خام نیست
کی را نام معشوقی که هست — می برد معشوق ما را نام نیست

بسیار سالها بسر خاک ما رود
کاین آب چشمه آید و باد صبا رود

ای دوست بر جنازه دشمن چو بگذری
شادی مکن که بر تو همین ماجرا رود

دامن کشان که می روی امروز بر زمین
فردا غبار کالبدت در هوا رود

دنیا حریف سفله و معشوق بی وفاست
چون می رود هر آئنه بگذار تا رود

یارب بگیر بندهٔ مسکین و دستگیر
کز تو کرم فزاید و از ما خطا رود

بر سائبان حسن عمل اعتماد نیست
سعدی مگر بسایهٔ لطف خدا رود

قصائد

فی الموعظه

ای که پنجاه رفت و در خوابی　　مگر این پنج روز دریابی

تا کی این باد کبر و آتش خشم　　شرم بادت که قطرهٔ آبی

کهل گشتی و همچنان طفلی　　شیخ گشتی و همچنان شابی

تو به بازی نشسته وز چپ و راست　　می رود تیر چرخ پر تابی

تا درین گله گوسفندی هست　　نه نشنید اجل ز قصّابی

تو چراغی نهاده بر ره باد　　خانهٔ در ممرّ سیلابی

گر به رفعت، سپهر و کیوانی　　ور بحسن، آفتاب و مهتابی

ور به مشرق روی به سیّاحی　　ور به مغرب روی به جلّابی

ور به تمکین ابن عفانی　　ور به نیروی ابن خطابی

ور به نعمت شریک قارونی　　ور بقوت، عدیل سهرابی

ور میسر شود که سنگ سیاه　　زر خالص کنی به قلّابی

ور به مردی ز باد بر گذری　　ور به شوخی، چو برق بشتابی

ملک الموت را بحیله و فن　　نتوانی که پنجه برتابی

منتهای کمال، نقصان است　　گل بریزد به وقت سیرابی

ی که مبدا و مرجعت این است　　نه سزاوار کبر و اعجابی

بت بالین گور یاد آور　　ای که سر بر کنار احبابی

ننت زیر خاک خواهد بود　　ای که در خواب گاه سنجابی

بانگ طبلت نمی کند بیدار　　تو مگر مردهٔ، نه در خوابی

بس خلائق فریفت است این سیم　　که تو لرزان برو چو سیمابی

بس جهان دیده این درخت کهن　　که تو پیچان برو چو لبلابی

بس بگر دیده و بس بخواهد گشت　　بر سر ما، سپهر دولابی

نو میز، به عقل و ادراکی　　تو مکرّم به جاه و انسابی

ابلهی، صد دبیقی و دیبا　　گر بپوشد، خری است عتّابی

نقش دیوار خانهٔ، تو هنوز　　گر همین صورتی و القابی

ای مرید هوای نفس حریص　　تشنه بر زهر همچو جلابی

نیت خویشتن خسیس مکن　　که تو در اصل گوهر نابی

دست و پای بزن بچاره و جهد　　که عجب درمیان غرقابی

عهدهای شکسته راچه طریق؟　　چاره هم توبه است و شغّابی

به در بی نیاز نتوان رفت　　جز به مستغفری و اوّابی

تو در خلق می زنی همه وقت　　لاجرم بی نصیب ازین بابی

کی دعای تو مستجاب شود　　که به یک روی در دو محرابی

یا رب از جنس ما چه خیر آید　　تو کرم کن که رب اربابی

33 غیب دان و لطیف و بیچونی ستر پوش و کریم و توابی

34 سعدیا راستی ز خلق مجوی چون تو در نفس خود نمی یابی

35 جای گریه است بر مصیبت پیر تو چو کودک هنوز لعابی

36 با همه عیب خویشتن شب و روز در تکاپوی عیب اصحابی

37 گر همه علم عالمت باشد بی عمل مدّعی کذّابی

38 پیش مردان آفتاب صفت به اضافت چو کرم شب تابی

39 پیر گشتی و ره ندانستی تو نه پیری که طفل کتابی

در مدح انکیانو

1 بس بگردید و بگردد روزگار دل به دنیا در نه بندد هوشیار

2 ای که دستت می رسد کاری بکن پیش از آن کز تو نیاید هیچ کار

3 این که در شهنامها آورده اند رستم دروئین تن و اسفندیار

4 تا بدانند این خداوندان ملک کز بسی خلق است دنیا یادگار

5 این همه رفتند و ما ای شوخ چشم! هیچ نگرفتیم از ایشان اعتبار

6 ای که وقتی نطفه بودی در شکم وقت دیگر، طفل بودی شیرخوار

7 مدتی بالا گرفتی تا بلوغ سرو بالای شدی سیمین عذار

8 همچنین تا مرد نام آور شدی فارس میدان و مرد کارزار

9 آنچه دیدی برقرار خود نماند و آنچه بینی، هم نماند برقرار

10 دیر و زود این شکل و شخص نازنین باد خواهد برد خاکش را غبار

11 گل بخواهد چید بی شک باغبان ور نچیند، خود فرو ریزد ز بار

12 این همه هیچ است چون می بگذرد تخت و بخت و امر و نهی و گیرودار

13 نام نیکو گر بماند ز آدمی به که زو ماند سرای زر نگار

14 سال دیگر را که می داند حساب یا کجا رفت آن که با ما بود پار

15 خفتگان بی چاره در خاک لحد خفته اندر کلّهٔ سر سو سمار

16 صورت زیبای ظاهر هیچ نیست ای برادر! سیرت زیبا بیار

17 هیچ می دانی خرد به یا روان من بگویم، گر بداری استوار

18 آدمی را عقل باید در بدن ورنه جان در کالبد دارد حمار

19 پیش از آن کز دست تو بیرون برد گردش گیتی، زمام اختیار

20 گنج خواهی در طلب رنجی ببر خرمنی می بایدت تخمی بکار

21 چو خداوندت بزرگی داد و حلم خورده از خردان مسکین در گذار

22 چون زبر دستیت بخشد آسمان زیر دستان را همیشه نیک دار

23 عذر خواهان را خطاکاری به بخش زینهاری را بجان ده زینهار

24 شکر نعمت را نکو می کن که حق دوست دارد، بندگان حق گذار

25 لطف او لطفی است بیرون از حساب فضل او فضلی است افزون از شمار

26 گر به هر موی زبانی باشدت شکر یک نعمت نگوئی از هزار

27 نام نیک رفتگان ضائع مکن تا بماند نام نیکت بر قرار

28 ملک بانان را نشاید روز و شب گاهی اندر خمر و گاهی در خمار

کام مسکینان و درویشان برآر تا همه کامت برآرد کردگار

با غریبان لطف بی اندازه کن تا برندت نام نیکی در دیار

زور بازو داری و شمشیر تیز گر جهان لشکر بگیرد غم مدار

از درون خستگان پرهیز کن وز دعای مردم پرهیزگار

منجنیق آه مظلومان به صبح سخت گیرد ظالمان را در حصار

با بدان بد باش و با نیکان نکو جای گل، گل باش و جای خار، خار

دیو با مردم نیامیزد، مترس بل بترس از مردمان دیو سار

هر که دد، یا مردم بد پرورد دیر و زود از جان برآرندش دمار

با بدان چندان که نیکوی کنی قتل مارافسا نباشد جز به مار

ایکه داری چشم و عقل و گوش و هوش پند من درگوش کن چون گوشوار

نشکند عهد من الّا سنگ دل نشنود قول من الّا بختیار

بادشاهان را ثنا گویند و مدح من دعای می کنم درویش وار

سعدیا چندان که می دانی بگو حق نشاید گفتن الا آشکار

هر کرا خوف و طمع درکار نیست از خطا باکش نباشد، وز تتار

دولت نوئین اعظم شهر یار باد تا باشد بقای روزگار

خسرو عادل، امیر نامور انکیانو سرور عالی تبار

منعما! **سعدی** سپاس نعمتت کی تواند گفت و چون **سعدی** هزار

یارب! اندر کار ما کن یک‌نظر پیش از آن، کز ما نیاید هیچ کار

غزلیات

هر شب از شوق جامه پاره کنم عاشقم عاشقم چه چاره کنم

چون براید مه از گریبانش دامن ماه پر ستاره کنم

از درونم نمیروی بیرون گرچه صد بار سینه پاره کنم

چند گوئی که صبر کن در هجر گر توانم هزار باره کنم

من همی میرم و تو آب حیات چون توانم ز تو کناره کنم

جرعه‌، گر بیابم از لب تو صوفیان را شراب خواره کنم

تو کنی جور بر دل خسرو

من چو بیگانگان نظاره کنم

عمری گذشت روی تو دیدن نیافتم

طاقت رسید و در تو رسیدن نیافتم

گفتم رخ تو بینم و میرم به پیش تو

هم در هوس بمردم و دیدن نیافتم

گفتی بخون من سخنی هست خوش ولیک

چه سود کز لب تو شنیدن نیافتم

مُرغم کز آشیان سلامت جدا شدم

مردم بدام هجر پریدن نیافتم

بر دوست خواستم که نویسم حکایتی

از آب دیده دست کشیدن نیافتم

دی با درخت گل بچمن همنشین شدم

خود باغبان درآمد و چیدن نیافتم

شد خسرو آبروی که در ساغر امید

یک شربت مراد چشیدن نیافتم

دلم در عاشقی آواره شد آواره تر بادا

تنم از بیدلی بیچاره شد بیچاره تر بادا

بتاراج اسیران زلف تو عیار می دارد

بخونریز غریبان چشم تو عیاره تر بادا

رخت تازه‌است بهرمردن خود تازه‌تر خواهم

دلت خارست بهر کشتن من خارا تر بادا

گرای زاهد دعاے خیر میخواهی مرا این گو

که آن آوارهٔ کوی بتان آواره تر بادا

ن پاره گشت از غم نه زانگونه که بر گردد

جانان بدین شاداست یا رب پاره تر بادا

عمه گویند کز خونخواریش خلقی بجان آمد

من این گویم که بهر جان من خونخواره تر بادا

چو باتر دامنی خو کرد خسرو با دو چشم تر

بآب چشم مژگان دامنش همواره تر باده

ن بندهٔ آن روی که دیدن نگذارند   دیوانهٔ زلفی که کشیدن نه گذارند

ز تشنگیم شعله زنان سینه و از دور   شربت بنمایند و چشیدن نه گذارند

یارب چه عذاییست برین مرغ گرفتار   بسمل نه پسندند و پریدن نه گذارند

ه دیده و دل منتظر تیر تو، فریاد   کش با من بیچاره رسیدن نه گذارند

ه چاک شده سینه وصد پاره شده دل   وین بیخبران جامه دریدن نه گذارند

صد خار جفا خورد ز هجران تو خسرو

آه اگر گلی از باغ تو که چیدن نه گذارند

حسن

غزلیات

نوروز رسید یاد می دار — گل پرده درید یاد می دار

گفتی، و بتو وقت گل رسم باز — آن وقت رسید یاد می دار

من با تو رسیده ام دمی دوش — چون صبح امید یاد می دار

من می گفتم و تو می شنیدی — و آن گفت و شنید یاد می دار

قربان کردی دل حسن را
ای غیرت عید یاد می دار

دلم را در هوای خویش بستی — مرا بیدل رها کردی و جستی

که می‌گوید که رفتی از برم‌دور — ز دیده خاستی در دل نشستی

مرا گفتی دل تو نشکنم بیش — اگرچه عهدها کردی شکستی

لب شیرین تو تا هست میگون — مرا از سر نخواهد رفت مستی

بکویت آمده درخور چه بینم — درون کعبه نتوان بت پرستی

حسن چون از دو عالم در تو آویخت
بران بے خانمان در از چه بستی

ای دیده بما یکی نظر کن — از موج دو چشم ما حذر کن

گرد رخ خود بکش خط تر — گلزار حیات تازه تر کن

دری که بگوش تست رخشان — آن زهره اتابک قمر کن

ای باد بلب رسیده جانم — آن جان عزیز را خبر کن

تاکی غم جان خوری حسن خیز — دل خون شد و حیله دگر کن

معشوق مزاج چون دگر کرد
تو نیز علاج خود دگر کن

روی تو هم چو باغ می بینم — ماه را از تو داغ می بینم

تا ز شوقت دو چشم من چارست — دو رخت هشت باغ می بینم

کبک را در هوای رفتارت — شیوهٔ کبک و زاغ می بینم

دل آتش گرفته در زلفت — گوهر شب چراغ می بینم

می نخواهی که بوی من بکشی — اتفاق دماغ می بینم

ای ببازی گرفته شهری را
با حسن نیز راغ می بینم

دورهٔ تیموریان

ابن یمین —

حافظ —

جامی —

قطعات

بمین! اگر همه عالم به کام تست باشد کز آن فرح نه فزاید دل ترا ۱

لک کائنات ز دستت برون شود هان تا غمش ز جا نرباید دل ترا ۲

هست و نیست هر دو نماند بیک قرار آن به کز آن بیاد نیاید دل ترا ۳

شو و متابعت پیر عقل کن کز بند غم جز او نگشاید دل ترا ۴

صیقل قناعت و استادی خرد از زنگ حرص کس نزداید دل ترا ۵

بردم به نزد خواجه شکایت ز رنج و فقر

گفتم دوای این به کف همت شما ست ۱

بر حال من چو یافت وقوف تمام، گفت

زین رنج غم مخور که علاجش بدست ما ست ۲

از من گرفت باز طعام و شراب، گفت

کاول علاج مردم بیمار، احتماست ۳

رد فرزانه کز بلا ترسد عجب ار فکر او خطا نبود ۱

زانکه این حال از دو بیرون نیست یا قضا هست یا قضا نبود ۲

گر قضا هست جهد نیست مفید ور قضا نیست در بلا نبود ۳

---

۱ با خبر باش که دنیا گذران است ای دل

خیز کاین خوابگه بی خبران است ای دل

۲ هر یک از برگ بنفشه که دمد از دل خاک

خاک مشکین رخ سیم بران است ای دل

۳ شاخ سنبل که سر از جیب زمین بردارد

جعد عنبر شکن خوش پسران است ای دل

۴ وقت دریاب که بس کاسهٔ سرهای ملوک

تفته در کارگه کوزه گران است ای دل

۵ به تکّبر سرو و شوخی و شنگی بگذار

کاین سر کوچهٔ صاحب نظران است ای دل

۶ در همه کار پس و پیش نگهدار از آنک

خویش و بیگانه ز هر سو نگران است ای دل

۷ به همه خلق جهان، خلق پسندیده نمای

که سوی خلد برین راه بران است ای دل

۸ گر بر وفق مراد تو بود کار جهان

از جهان نیست ز دور قمران است ای دل

۹ خود گرفتم که نمودی ید بیضا به سخن

نطق عیسی چه کنی دور خزان است ای دل

ای بسا کاین بمین در گه و بیگه گفته است

که سعادت همه با بی خبران است ای دل

بدندان روی سندان بر دریدن   بچشم از کوه و صحرا خار چیدن

میان بیشه با شیران نشستن   بروی آب با مرغان پریدن

بمژگان گشت گردون بر سر کوه   بموزه بر سر گنبد دویدن

همه بر جان دانا خوشتر آید   که روی جاهلی از دور دیدن

کنجی و همدمی و کتابی و خوردهٔ

از بهر ذوق نفس ز تاج و سریر به

از بهر دفع تشنگی از پارهٔ سفال

آب مباح سرد ز جام عصیر به

حلوا و مرغ و تره اگر نیست گو مباش

صحت چو هست از همه نان فطیر به

وجه کفاف اگر بکف آید ز دهقنت[1]

نزد خرد ز خدمت شاه و وزیر به

---

۱ - کاشتکاری

حافظ

غزلیات

1 دل می رود ز دستم صاحبدلان خدا را

دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا

2 کشتی شکستگانیم، ای باد شرط برخیز

باشد که باز بینیم آن یار آشنا را

3 دو روزه مهر گردون افسانه ایست و افسون

نیکی بجای یاران فرصت شمار یارا

4 آئینهٔ سکندر جام جم است بنگر

تا بر تو عرضه دارد احوال ملک دارا

5 ای صاحب کرامت شکرانهٔ سلامت

روزی تفقدی کن درویش بی‌نوا را

6 آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است

با دوستان مروت با دشمنان مدارا

7 هنگام تنگ دستی در باده کوش و مستی

کین کیمیای هستی قارون کند گدارا

8 گر مطرب حریفان این پارسی سراید

در رقص و حالت آرد پیران پارسا را

در کوی نیک نامی ما را گذر ندادند

گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را 9

حافظ بخود نپوشید این خرقهٔ می آلود

ای شیخ پاک دامن معذور دار ما را 10

خیز و در کاسهٔ زر آب طربناک انداز

پیشتر زانکه شود کاسهٔ سر خاک انداز 1

چشم آلوده نظر از رخ جانان دور است

بر رخ او نظر از آئنهٔ پاک انداز 2

عاقبت منزل ما وادی خاموشان است

حالیا غلغله در گنبد افلاک انداز 3

غسل در اشک زدم کاهل طریقت گویند

پاک شو اول و پس دیده بر آن پاک انداز 4

چون گل از نکهت او جامه قبا کن حافظ

وین قبا در ره آن دلبر چالاک انداز 5

غلام نرگس مست تو تاجدارانند خراب بادهٔ لعل تو هوشیارانند 1

ترا صبا و مرا آب دیده شد غماز وگرنه عاشق و معشوق رازدارانند 2

از این زلف دو تا چون گذر کنی بنگر که از یمین و یسارت چه بیقرارانند 3

4 بیان شوق چه حاجت که حال آتش دل
توان شناخت ز سوزی که در سخن باشد

5 هوای کوی تو از سر نمی رود مارا
غریب را دل آواره در وطن باشد

6 بسان سوسن اگر ده زبان شود حافظ
چو غنچه پیش تواش مهر بر دهن باشد

---

1 اے که با سلسلهٔ زلف دراز آمدهٔ
فرصتت باد که دیوانه نواز آمدهٔ

2 آب و آتش بهم آمیختهٔ از لب لعل
چشم بد دور که خوش شعبده باز آمدهٔ

3 ساعتی ناز مفرما و بگردان عادت
چون به پرسیدن ارباب نیاز آمدهٔ

4 آفرین بر دل نرم تو که از بهر ثواب
کشتهٔ غمزهٔ خود را به نماز آمدهٔ

5 پیش بالای تو میرم چه بصلح وچه بجنگ
که بهر حال بر اندازهٔ ناز آمدهٔ

6 گفت حافظ دگرت خرقه شراب آلوده است
مگر از مذهب این طائفه باز آمدهٔ

مناجات

1 خداوندا ز هستی ساده بودیم — ز بیم نیستی آزاده بودیم

2 نخست از نیست مارا هست کردی — به قید آب و گل پا بست کردی

3 ز ضعف و نا توانائی رهاندی — ز نادانی بدانائی رساندی

4 فرستادی بما روشن کتابی — به امر و نهی فرمودی خطابی

5 میان نیک و بد تخلیط کردیم — گهی افراط و گهه تفریط کردیم

6 را فرمودنی‌ها کم سپردیم — به نافرمودنی ها پافشردیم

7 تو نگذشتی ز دستور عنایت — نپوشیدی ز ما نور هدایت

8 بدان نور از تو گیرم پوششی نیست — چه حاصل زانکه ازما کوششی نیست

9 ز ناکوشیدن خود در خروشیم — بده توفیق کوشش تا بکوشیم

10 چو دانا همچو نادان گشته غرقست — ز دانش تا بنادانی چه فرقست

11 ز دستانهای نفس ناخوش آهنگ — مکن بر ما ره حسن عمل تنگ

12 دران تنگی که ما باشیم واهی — ز رحمت سوی ما بکشای راهی

13 ازان ره خوان سوی درگاه مارا
بایمان بر برون همراه مارا

مناجات

ز مهجوری برآمد جان عالم ترحّم یا نبی الله. ترحّم!

نه آخر رحمة للعالمینی؟ ز محرومان چرا غافل نشینی

ز خاک ای لالهٔ سیراب برخیز چو نرگس خواب چند از خواب برخیز

برون آور سر از برد یمانی که روی تست صبح زندگانی

شب اندوه مارا روز گردان ز رویت روز ما فیروز گردان

به تن در پوش عنبر بوی جامه بسر بربند کافوری عمامه

فرود آویز از سر گیسوان را فگن سایه بپا سرو روان را

ادیم طائفی نعلین پا کن شراک از رشته جانهای ما کن

جهانی دیده کرده فرش راهند چو فرش اقبال پابوس تو خواهند

ز هجره پای در صحن حرم نه بفرق خاک ره بوسان قدم نه

بده دستی ز پا افتادگان را بکن دلداری دلدادگان را

اگرچه غرق دریای گناهیم فتاده خشک لب بر خاک راهیم

تو ابر رحمتی آن به که گاهی کنی بر حال لب خشکان نگاهی

اگر نبود چون لطفت دستیاری ز دست ما نیاید هیچ کاری

قضای افگند از راه مارا

خدا را از خدا در خواه مارا

غزلیات

یا به شمشیر جفا در جگرم چاک انداز

یا برحمت نظری بر من غمناک انداز

تشنه لب خاک شدم در هوس لعل لبت

ساغر می بکش و جرعه برین خاک انداز

رخ فروزان بتماشای گل و لاله خرام

آتش از رشک بمشت خس و خاشاک انداز

چند صاحب نظران دُرد غم و درد کشند

ای قضا سنگ به خمخانهٔ افلاک انداز

جامی از عشق چه نالی که ترا گفت که دل

در کف سنگ و دل سرکش و بیباک انداز

طرف باغ و لب جوی و لب جام است اینجا

ساقیا خیز! که پرهیز حرام است اینجا

لب نهادی بلب جام و ندانم من مست

که لب لعل تو یا باده کدام است اینجا

میکشی تیغ که سازی دل مارا بدو نیم

تیغ بگذار که یک غمزه تمام است اینجا

پیش ارباب خرد شرح مکن مشکل عشق

نکتهٔ خاص مگو مجلس عام است اینجا

جامی از شوق تو شد مست نه می دیده نه جام
بزم عشقست چه جای می و جام است اینجا

چو اشک خویشتن غلطم میان خاک و خون شبها
ز رشک آنکه بینم جام می را لب بر آن لبها

شدی مشهور شهر آنسان که همچو سورهٔ یوسف
همی خوانند طفلان قصهٔ حسنت بمکتبها

تنم را زاتش دل هردم افزاید تب دیگر
خدا را ای اجل رحمی که جانم سوخت زان تبها

ز هفتاد و دو ملت کرد جامی رو بعشق تو
بلی عاشق ندارد مذهبی جز ترک مذهبها

ای بی تو زدیده خواب رفته — وز هر مژه خون ناب رفته
باز آ که ز رفتن تو مارا — از دیدهٔ در خوشاب رفته
هر جا تو سمند ناز رانده — خوبان همه در رکاب رفته
با آن همه نور ماه تابان — پیش رخ تو ز تاب رفته
خونابه دل که ریخت جامی — خونیست که از کباب رفته

شبلی

غزلیات

1 من که در سینه دلی دارم و شیدا چه کنم
میل با لاله رخان گر نه کنم تاچه کنم

2 من نه آنم که به هر شیوه دل از دست دهم
لیک با آن نگه حوصله فرسا چه کنم

3 هست چل سال که بیهوده نگه داشتمش
گر نه بر سنگ زنم شیشه تقوی چه کنم

4 ساغر و باده و طرف چمن و لاله رخی
چون به اینها فتدم کار، بفرما چه کنم

5 دل متاعی است گران مایه به کس نتوان داد
رائگان گر برد آن ترک به یغما، چه کنم

6 مایهٔ تقوی سی ساله فراهم شده است
ارمغانش به نگاری بدهم تا چه کنم

7 شاهد و باده و طرف چمن و جوش بهار
شبلیا خود تو بفرما که به اینها چه کنم

ای آن که همی گوئی کز راز خبر دارم
اندیشهٔ خامی هست من نیز بسر دارم 1

ای دوست مپرس از من رسم و ره تقوی را
اکنون که من بیدل سودای دگر دارم 2

ای رنگ ز رخ جسته یک لحظه توقف کن
من نیز ازین عالم آهنگ سفر دارم 3

تا سال دگر خواهد شد رهن می و مطرب
این خرقه مستوری کامسال به بر دارم 4

روی و چنین روی، شایان نهفتن نیست
بگذار که این پرده از روی تو بردارم 5

رندی و سیه کاری، مستی و نظر بازی
زین گونه اگر خواهی بسیار هنر دارم 6

یک دیدهٔ حیرانی از هستی من باقی است
وان نیز نمی خواهم کز روی تو بردارم 7

ای معتکف کعبه این جلوه فروشی چیست
من هم بسر کوی گه گاه گذر دارم 8

از زهد دروغ خود بفریفته ام خلقی
ای دوست چه می پرسی تا من چه هنر دارم 9

ای شبلی نعمانی این پرده دری از چیست
اینها که ز خود گفتی من نیز خبر دارم 10

گرامی

غزلیات

1 تو اسرار دل آگاه از غافل چه می پرسی
رموز قعر دریا از لب ساحل چه می پرسی

2 دلم آفت بجان آورد حرف از جان چه می رانی
بجان افتاد کارم ماجرای دل چه می پرسی

3 کریم آنست کز ذوق کرم پیش از طلب بخشد
وفا را کار فرما، مطلب سائل چه می پرسی

4 باو چون میرسی کز خود نه رفتی یک قدم بیرون
نه دادی تن بخاک راه از منزل چه می پرسی

5 مرا تا بود جان، بود آرزوی دل فروشیها
گذشتم از سر جان، آرزوی دل چه می پرسی

6 نمی دانی ترا در محمل دل کیست ای مجنون
سراغ لیلی از هر ناقه و محمل چه می پرسی

7 چه می پرسی گرامی معنیٔ درد از تهی مغزان
حدیث شورش گرداب از ساحل چه می پرسی

ز ذوق بیخودی از من مپرس تا چنداست ۱

که سینه چاک نظرهای فتنه پیوند است

رخ تو عید نظرهاست چند زیر نقاب 2

درآ بجلوه که یک شهر آرزومند است

وصال گر همه عمرست، عمر یک نفس است 3

فراق گر سرموی است، کوه الوند است

خدنگ آن نگه ناز در ازل خوردم 4

هنوز بر لب زخم جگر شکر خند است

تو مفت از کف من بردهٔ چه می دانی 5

که قدر گوهر دل چیست، قیمتش چنداست

ز هم دو یک دل دیرینه بگسلند آخر 6

خبر دهید که در جسم و جان چه پیوند است

اثر پذیر نبودیم ورنه در معنی 7

کتاب هستیٔ ما خود برای ما پند است

بسی بگشتم و جز ملک عشق کم دیدم 8

ولایتی که در آن بنده بی خداوند است

بلاکشان ز گرامی خبر که می آرد 9

اجل گرفته بزنجیر بیکسی بنداست

اقبال

سرود انجم

۱

— هستی ما نظام ما مستی ما خرام ما
گردش بی مقام ما زندگی دوام ما
دور فلک به کام ما
می نگریم و می رویم

۲

— جلوه گه شهود را بت کده نمود را
رزم نبود و بود را کشمکش وجود را
عالم دیر و زود را
می نگریم و می رویم

۳

— گرمی کار زار ها خامی پخته کار ها
تاج و سریر و دارها خواری شهر یار ها
بازی روزگار ها
می نگریم و می رویم

۴

— خواجه ز سروری گذشت بنده ز چاکری گذشت
زاری و قیصری گذشت دور سکندری گذشت

شیوه ٔ بتگری گذشت

می نگریم و می رویم

– خاک خموش و در خروش   مست نهاد و سخت کوش

گاه به بزم نا و نوش   گاه جنازه به دوش

سیر جهان و سفته گوش

می نگریم و می رویم

– تو به طلسم چون و چند   عقل تو در کشاد و بند

مثل غزاله در کمند   زار و زبون و دردمند

ما به نشیمن بلند

می نگریم و می رویم

– پرده چرا ؟ ظهور چیست ؟   اصل ظلام و نور چیست ؟

چشم و دل شعور چیست ؟   فطرت نا صبور چیست ؟

این همه نزد و دورچیست

می نگریم و می رویم

– پیش تو نزد ما کمی   سال تو پیش ما دمی

ای به کنار تو یمی   ساخته به شبنمی

ما به تلاش عالمی

می نگریم و می رویم

کرمک شب تاب

یک ذرّهٔ بی مایه متاع نفس اندوخت
شوق این قدرش سوخت که پروانگی آموخت
پهنای شب افروخت

وا مانده شعاعی که گره خورد و شرر شد
از سوز حیات است که کارش همه زر شد
دارای نظر شد

پروانهٔ بی تاب که هر سو تگ و پو کرد
بر شمع چنان سوخت که خود را همه او کرد
ترک من و تو کرد

یا اختر کی ماه مبینی بکمینی
نزدیک تر آمد بتماشای زمینی
از چرخ برینی!

یا ماه تنک ضو که بیک جلوه تمام است
ماهی که برو منّت خورشید حرام است
آزاد مقام است!

ای کرمک شب تاب سراپای تو نور است
پرواز تو یک سلسلهٔ غیب و حضور است
آئین ظهور است

در تیره شبان مشعل مرغان شب استی
آن سوز چه سوز است که در تاب و تب استی
گرم طلب استی

مائیم که مانند تو از خاک دمیدیم
دیدیم تپیدیم ، ندیدیم تپیدیم
جـای نرسیدیم !

گویم سخن پخته و پرورده و ته دار
از منزل گم گشته مگو، پای بره دار
این جلوه نگاه دار

زندگی

پرسیدم از بلند نگاهی حیات چیست
گفتا مئی که تلخ تر او نکو تر است
گفتم که کرمک است و زگل سر برون زند
گفتا که شعله زاد مثال سمندر است
گفتم که شر بفطرت خامش نهاده اند
گفتا که خیر او نشناسی همین شر است
گفتم که شوق سیر نبردش به منزلی
گفتا که منزلش به همین شوق مضمر است

گفتم که خاکی است و بخاکش همی دهند

5 گفتا چو دانه خاک شگافد گل تر است

تنهائی

به بحر رفتم و گفتم به موج بیتابی

همیشه در طلب استی چه مشکلی داری؟

هزار لولوی لالاست در گریبانت

درون سینه چو من گوهر دلی داری؟

تپید واز لب ساحل رمید و هیچ نگفت

بکوه رفتم و پرسیدم این چه بیدردی است

رسد بگوش تو آه و فغان غم زدهٔ؟

اگر به سنگ تو لعلی ز قطرهٔ خون است

یکی درآ بسخن با من ستم زدهٔ

بخود خزیدو نفس درکشیدو هیچ نگفت

ره دراز بریدم ز ماه پرسیدم

سفر نصیب! نصیب تو منزلی است که نیست

جهان ز پر تو سیمای تو سمن زاری

فروغ داغ تو از جلوهٔ دلی است که نیست

سوی ستاره رقیبانه دید وهیچ ونگفت

شدم بحضرت یزدان گذشتم از مه و مهر
که در جهان تو یک ذره آشنایم نیست
جهان تهی ز دل و مشت خاک من همه دل
چمن خوش است ولی در خور نوایم نیست
تبسّمی به لب او رسید و هیچ نگفت

انقلاب

خواجه از خون رگ مزدور سازد لعل ناب
از جفای ده خدایان کشت دهقانان خراب
انقلاب!
انقلاب! ای انقلاب!

شیخ شهر از رشتهٔ تسبیح صد مومن بدام
کافران ساده دل را برهمن زنّار تاب
انقلاب!
انقلاب! ای انقلاب!

میر و سلطان نرد باز و کعبتین شان دغل
جان محکومان ز تن بردند و محکومان بخواب
انقلاب!
انقلاب! ای انقلاب!

با ضعیفان گاه نیروی پلنگان می دهند

شعلهٔ شاید برون آید ز فانوس حباب!

انقلاب!

انقلاب! ای انقلاب!

غزلیات

زخاک خویش طلب آتشی که پیدا نیست

تجلیٔ دگری در خور تقاضا نیست

بملک جم ندهم مصرع نظیری را

''کسی که کشته نه شد از قبیلهٔ ما نیست''

اگرچه عقل فسون پیشهٔ لشکری انگیخت

تو دل گرفته نه باشی که عشق تنها نیست

تو ره شناس نهٔ وز مقام بیخبری

چه نغمه ایست که در بربط سلیملی نیست

نظر بخویش چنان بسته ام که جلوهٔ دوست

جهان گرفت و مرا فرصت تماشا نیست

بیا که غلغله در شهر دلبران فکنیم

جنون زنده دلان هرزه گرد صحرا نیست

7 ز قید و صید نهنگان حکایتی آور
مگو که زورق ما روشناس دریا نیست

8 مرید همت آن رهروم که پا نگذاشت
به جادهٔ که درو کوه و دشت و دریا نیست

9 شریک حلقهٔ رندان باده پیما باش
حذر ز بیعت پیری که مرد غوغا نیست

10 برهنه حرف نه گفتن کمال گویائی است
حدیث خلوتیان جز به رمز و ایما نیست

---

1 صورت نه پرستم من، بتخانه شکستم من
آن سیل سبک سیرم، هر بند گسستم من

2 در بود و نبود من، اندیشه گمانها داشت
از عشق هویدا شد، این نکته که هستم من

3 در دیر نیاز من، در کعبه نماز من
زنار بدوشم من، تسبیح بدستم من

4 سرمایهٔ درد تو، غارت نتوان کردن
اشکی که ز دل خیزد، در دیده شکستم من

5 فرزانه بگفتارم، دیوانه به کردارم
از بادهٔ شوق تو هشیارم و مستم من

بحرفی می توان گفتن تمنای جهانی را
من از ذوق حضوری طول دادم داستانی را

ز مشتاقان اگر تاب سخن بردی، نمیدانی
محبت می کند گویا نگاه بی زبانی را

کجا نوری که غیر از قاصدی چیزی نمی داند
کجا خاکی که در آغوش دارد آسمانی را

اگر یک ذره کم گردد ز انگیز وجود من
باین قیمت نمی گیرم حیات جاودانی را

من ای دریای بی پایان به موج تو در افتادم
نه گوهر آرزو دارم نه می جویم کرانی را

ازان معنی که چون شبنم بجان من فرو ریزی
جهانی تازه پیدا کرده ام عرض فغانی را

چون چراغ لاله سوزم در خیابان شما
ای جوانان عجم جان من و جان شما

غوطه‌ها زد در ضمیر زندگی اندیشه ام
تا بدست آورده ام افکار پنهان شما

مهر و مه دیدم نگاهم بر تر از پروین گذشت
ریختم طرح حرم در کافرستان شما

تا سنانش تیز تر گردد فرو پیچیدمش
شعلهٔ آشفته بود اندر بیابان شما

فکر رنگینم کند نذر تهی دستان شرق
پارهٔ لعلی که دارم از بدخشان شما

می رسد مردی که زنجیر غلامان بشکند
دیده ام از روزن دیوار زندان شما

حلقه گرد من زنید ای پیکران آب و گل
آتشی در سینه دارم از نیاگان شما

ایرج مرزا

قلب مادر

داد معشوقه بعاشق پیغام — که کند مادر تو با من جنگ 1

هر کجا بیندم از دور کند — چهره پر چین و جبین پر آژنگ 2

با نگاه غضب آلوده زند — بر دل نازک من تیر خدنگ 3

از در خانه مرا طرد کند — همچو سنگ از دهن قلما سنگ 4

مادر سنگدلت تا زنده است — شهد در کام من و تست شرنگ 5

نشوم یکدل و یکرنگ ترا — تا نسازی دل او از خون رنگ 6

گر تو خواهی بوصالم برسی — باید این ساعت بی خوف و درنگ 7

روی و سینه تنگش بدری — دل برون آری از آن سینهٔ تنگ 8

گرم و خونین بمنش باز آری — تا برد ز آئینهٔ قلبم زنگ 9

عاشق بی خرد نا هنجار — نه بل آن فاسق بی عصمت و ننگ 10

حرمت مادری از یاد ببرد — خیره از باده و دیوانه ز بنگ 11

رفت و مادرش بیفگند بخاک — سینه بدرید و دل آورد بچنگ 12

قصد سر منزل معشوق نمود — دل مادر بکفش چون نارنگ 13

از قضا خورد دم در بزمین — و اندکی رنجه شد او را آرنگ 14

15 آن دل گرم که جان داشت هنوز اوفتاد از کف آن بی فرهنگ

16 از زمین باز چو برخاست نمود پی برداشتن دل آهنگ

17 دید کز آن دل آغشته بخون آید آهسته برون این آهنگ

18 آه دست پسرم یافت خراش وای پای پسرم خورد به سنگ

مادر

1 گویند مرا چو زاد مادر پستان بدهن گرفتن آموخت

2 شب‌ها بر گاهوارهٔ من بیدار نشست و خفتن آموخت

3 لب خند نهاد بر لب من بر غنچهٔ گل شکفتن آموخت

4 یک حرف و دو حرف بردهانم الفاظ نهاد و گفتن آموخت

5 دستم بگرفت و پا بپا برد تا شیوهٔ راه رفتن آموخت

6 پس هستی من ز هستی اوست تا هستم و هست دارمش دوست

عارف قزوینی

غزل

دست بر طرهٔ آن زلف پریشان نرسید

کار من گشت پریشان و بسامان نرسید

ظلم باشد که بداماں وصال تو رسد

دست آنکس که ز دستت بگریبان نرسید

جانم از هجر رسیده است بلب جاندادن

تلخ شد ز آنکه خبر از بر جانان نرسید

برسد یا نرسد کار من از کار گذشت

وای بر آنکه دراین درد بدرمان نرسید

گو به این تازه بدور آمدگان خوش باشید

دور من غیر غم از ساقی دوران نرسید

مشکل کار من آسان نکند کس جز مرگ

چکنم آنکه کند مشکلم آسان نرسید

من درین غم که سکندر ز چه ایران آمد

تو بفکری ز چه بر چشمهٔ حیوان نرسید

من بفکرم شه خائن بسر دار رسد
تو بفکری ز چه عرض تو بسلطان نرسید
دور فرعونی اشراف در ایران مگذشت
خبر معجزهٔ موسیٔ عمران نرسید

گریه کن که گر سیل خون گری، ثمر ندارد
نالهٔ که ناید ز نای دل اثر ندارد
هر کس که نیست اهل دل، ز دل خبر ندارد
دل ز دست غم مفر ندارد دیده غیر اشک تر ندارد
این محرّم و صفر ندارد

گر زنیم چاک جیب جان چه باک مرد جز هلاک
هیچ چارهٔ دگر ندارد زندگی دگر ثمر ندارد

شاه دزد و شیخ دزد و میر و شحنه و عسس دزد
داد خواه و آنکه او رسد بداد و دادرس دزد
میر کاروان، و کاروانیان تا جرس دزد
خسته دزد بسکه داد ز دزد داد تا بهر کجا رسد دزد
کشوری کو بدون دست زد دزد

بشنو ای پسر زین وکیل خر روح کار گر
میخورم قسم، خبر ندارد کاین وکیل جز ضرر ندار

دامنی که ناموس عشق داشت می درندش
هر سری که سرّی ز عشق داشت، می برندش
کو بکوی و برزن به برزن همچو گو برندش
ای سرم فدای همچو سرباد یا فدای آن تنی که سرداد
سر دهد زبان سرخ برباد
مملکت دگر نخل بارور کاو دهد ثمر
جز تو هیچ یک نفرندارد چون تو با شرف پسر ندارد

دل

از کفم رها شد مهار دل نیست دست من اختیار دل
بی شرف تر از دل مجو که نیست غیر ننگ و عار، کاروبار دل
بسکه هر کجا رفت و بر نگشت دیده شد سفید ز انتظار دل
عمر شد حرام باختم تمام آبرو و نام در قمار دل
بعد ازین ضرر ابلهم مگر خم کنم کمر زیر بار دل
هر دو ناکسیم گر دگر رسیم دل بکار من، من بکار دل

پور داوُد

اندر پرستش

یکی گیتی، یکی یزدان پرستد — یکی پیدا، یکی پنهان پرستد

یکی بودا و آن دیگر برهمن — دگر زان موسیٔ چوپان پرستد

یکی از روی دستور اوستا — فروغ و خاور رخشان پرستد

یکی ذات مسیح ناصری را — بسان حضرت سبحان پرستد

گروهی پیرو دخشور تازی — حدیث و سنت و قرآن پرستد

پرستد بابی الواح و بیان را — بهای اقدس و ایقان پرستد

فقیه آزمند از حرص و شهوت — گهی حور و گهی غلمان پرستد

چه نیرنگ است یاران مفتی شرع — مرید ابله و نادان پرستد

تهی انبان زاهد از زر و سال — قصور و کوثر و رضوان پرستد

چه گویم خود تو دانی واعظ شهر — انین و دیدهٔ گریان پرستد

صفا جو صوفی پشمینه پوشاک — مرید و مرشد و عرفان پرستد

دل از دنیا فانی کنده درویش — چو چغدی گوشهٔ ویران پرستد

سیه شد روزگار عاشق از عشق — سواد طرهٔ جانان پرستد

سرشک از بس فرو بارید شد کور — هنوز او نرگس چشمان پرستد

تو خود دانی که مست باده خواره — کباب و پستهٔ خندان پرستد

نهنگ قلزم اندیشه شاعر　　گزاف و یاوه و هذیان پرستد 16

فغان از سردبیر روزنامه　　دروغ و مهمل و بهتان پرستد 17

وکیل محترم را کیش پول است　　وزیر محترم عنوان پرستد 18

پزشک آمد عدوی تندرستی　　جذام و سکته و یرقان پرستد 19

منجم سرگرم اندر سیر افلاک　　نجوم و اختر گردان پرستد 20

دل پر آرزوی کیمیا گر　　زر پاکیزه و رخشان پرستد 21

نهد در کوره بوته در دمد دم　　پس آنگه زیبق ارزان پرستد 22

نماند کیش جادو گر نهفته　　ملول از آدم، و پریان پرستد 23

شنید ستی که رامشگر، همه عمر　　نوا و نغمه و الحان پرستد 24

خمیده چون کمان پشت کشاورز　　فشانده دانه و باران پرستد 25

نه بیند باغبان جز کشتهٔ خویش　　ازان رو لاله و ریحان پرستد 26

ندانم از چه رو فرزند ایران　　گه اطریش و گهی المان پرستد 27

شناسم جمعی از مردان آزاد　　در ایران کنده و زندان پرستد 28

حذر ز آئین خرس روسپی خو　　جفا و کینه و عدوان پرستد 29

چرا مشتی ز شاگردان پارس　　دل و دین داده و نسوان پرستد 30

برون کرده ز دل مهر وطن را　　دو زلف و قامت خوبان پرستد 31

اگر پرسی ز کیش پور داؤد　　جوان پارسی ایران پرستد. 32

بهار

غزلیات (تصنیف)

ز من نگارم، خبر ندارد   بحال زارم، نظر ندارد

خبر ندارم، من از دل خود   دل من از من، خبر ندارد

امان ازین عشق، فغان ازین عشق   که غیر خون جگر ندارد

همه سیاهی همه تباهی!   مگر شب ما، سحر ندارد

بهار مضطر، بنال دیگر!   که آه و زاری، ثمر ندارد

جز انتظام و، جز استقامت   وطن علاجی دگر ندارد

رخ تو دخلی، بمه ندارد   که مه دو زلف سیه ندارد

بهیچ وجهت، قمر نخوانم   که هیچ وجه شبه ندارد

بیا بملک دل ار توانی!   که ملک دل پادشه ندارد

قضاوتی نیست، سیاستی نیست   عسس نخواهد، سپه ندارد

رفیق کم ظرف، ز روی معنی   بود سبوی، که ته ندارد

یکی بگوید، بآن ستمگر

بهار مسکین، گنه ندارد

مرغ سحر

مرغ سحر ناله سر کن

داغ مرا تازه تر کن

ز آه شرربار این قفس را

بر شکن و زیر و زبر کن

بلبل پر بسته ز کنج قفس درا

نغمهٔ آزادی نوع بشر سرا

وزنفسی عرصهٔ این خاک توده را

پر شرر کن

ظلم ظالم، جور صیاد

آشیانم، داده بر باد

ای خدا، ای فلک، ای طبیعت

شام تاریک ما را سحر کن

نو بهار است، گل ببار است

ابر چشم ژاله بار است

این قفس چون دلم تنگ و تار است

ناله برآر از قفس ای آه آتشین

دست طبیعت! گل عمر مرا مچین

جانب عاشق نگهٔ تازه گل ازین

بیشتر کن ! بیشتر کن ! بیشتر کن !

مرغ بیدل، شرح هجران مختصر کن

عمر حقیقت، بسر شد

عهد و وفا پی سپر شد

نالهٔ عاشق، ناز معشوق

هر دو دروغ و بی اثر شد

راستی و مهر و محبت فسانه شد

قول و شرافت همگی از میانه شد

ازپی دزدی،وطن ودین بهانه شد

دیده تر شد

ظلم مالک، جور ارباب

زارها از غم، گشته بی تاب

ساغر اغنیا پر می ناب

جام ما پر ز خون جگر شد

ای دل تنگ، ناله سر کن

از قوی دستان حذر کن

و ز مساوات صرف نظر کن

ساقی گل چهره بده آب آتشین

پردهٔ دلکش بزن ای تار دلنشین

ناله بر آر از قفس ای بلبل حزین

کز غم تو، سینهٔ من، پر شرر شد

کز غم تو، سینهٔ من، پر شرر شد

پروین اعتصامی

قلب مجروح

دی کودکی بدامن مادر گریست زار
کز کودکان کوی بمن کس نظر نداشت 1

طفلی مرا ز پهلوی خود بیگناه راند
آن تیر طعنه زخم کم از نیشتر نداشت 2

اطفال را بصحبت من از چه میل نیست
کودک مگر نبود کسی کو پدر نداشت 3

دیروز درمیانه بازی ز کودکان
آن شاه شد که جامه خلقان ببر نداشت 4

من در خیال موزه بسی اشک ریختم
این اشک و آرزو زچه هرگز اثر نداشت 5

جز من میان این گل و باران کسی نبود
کو موزهٔ بپا و کلاهی بسر نداشت 6

آخر تفاوت من و طفلان شهر چیست
آئین کودکی ره و رسم دگر نداشت 7

هرگز درون مطبخ ما هیزمی نسوخت
وین شمع روشنائی ازین بیشتر نداشت

همسائگان ما بره و مرغ میخورند
کس جز من و تو قوت ز خون جگر نداشت

بر وصله‌های پیرهنم خنده میکنند
دینار و درهمی پدر من مگر نداشت

خندید و گفت آنکه بفقر تو طعنه زد
از دانه‌های گوهر اشکت خبر نداشت

از زندگانی پدر خود مپرس از آنک
چیزی بغیر تیشه و بیل و تبر نداشت

این بوریای کهنه بصد خون دل خرید
رختش گه آستین و گهی آستر نداشت

بس رنج برد و کس نشمردش بهیچ کس
گمنام زیست زانکه ده و سیم و زر نداشت

طفل فقیر را هوس و آرزو خطاست
شاخی که از تگرگ نگون گشت بر نداشت

نساج روزگار درین پهن کارگه
از بهر ما قماشی ازین خوب تر نداشت

شید یاسمی

خنده و گریه

بمقتضای جوانی بسی بخندیدم
که ذوق درد ندانستم و حلاوت اشک

کنون چو یاد کنم زان تباه گشته زمان
روان شود بندامت مرا ز دیده سرشک

اگر جهان همه خندان و شاد کام بود
قسم بگریه کز آن خنده ام نیاید رشک

که خنده دردی باشد ز فرط بیدردی
و لیک گریه جراحات روح راست پزشک

شوق ما و بیمهری تو

ینی گفتار تو تقریری نیست زیبائی رخسار تو تصویری نیست
انه شوق ما و بیمهری تو خوابی است ولیک خواب تعبیری نیست

آئینه سیال

چه خوش باشد بروی آب دیدن   بر او رقصیدن مهتاب دیدن
به بیداری چنان خاطر فریبد   که شام وصل یاران خوابدیدن

نسیم آید ازو پر چین شود آب   بلرزد قرص مه چون لوح سیماب
دژم گردد چو روی مه جبینی   که ناگاهش بر انگیزند از خواب

سپهری بر زمین گسترده بینی   ز بادش چهره پرچین کرده بینی
جمال لعبتان آسمان را   گهی بی پرده گه در پرده بینی

درخت و کوه و ابر و ماه و انجم   درین آئینه گه پیدا گهی گم
تو گوئی رنگ ریزان طبیعت   جهانی را همی شویند درخم

صدای لطمهٔ امواج آرام   که بر ساحل رسد از صبح تا شام
بود چون سیلی یاران طناز   بروی چهرهٔ عشاق ناکام

شتابان تیغهٔ موج از پی هم   چو وقت جفتجوئی مار ارقم
خط ساحل تناور اژدهائی   که این ماران در آرد جمله در دم

بجنبد بید را در آب سایه   چو طفلی خفته در آغوش دایه
بود این سایه را آن لطف و آن حال   که در گفتار شیرینان کنایه

ناگه بر جهد در آب ماهی ز حیرت بیخود از جا جست خواهی
ات عکس مهتاب از دم باد روان بگرفت و شد در آب راهی

بینی آن خروشان غوک سرمست دو دیده دوخته بر ماه پیوست
ناگه افگند خود را در امواج تو پنداری که چیزی افتد از دست

نگام شناور پائیش از بس از او گوئی جدا گردد چو دو خس
چشمش همچو مروارید غلطان همی لغزند بر این سطح املس

ی گسترده تن گاهی فشرده زمانی زنده گاهی همچو مرده
ی بر موجها پویان و پران دمی خود را بهر موجی سپرده

یما تو پیام آسمانی و یا پروردهٔ این آبدانی
تنهائی نباشی هیچ یک را که ترکیبی ز روح این و آنی

ای صفحهٔ پاک بهشتی توئی غماز هر خوبی و زشتی
عنصرها چنین پیکر نیاید مگر از گوهر جانها سرشتی

وست خمیده عکس کهسار بسر اندر تو برده ریشه اشجار
ت گرد دامان پاک کرده سپهرت رنگ خود بخشیده هموار

شا برگی که بر سطح تو پوید خوش آنماهی که اعماق تو جوید
سنگی که لبهائی تو بوسد خنک بادی که گیسوی تو بوید

مطبوعه

پنجاب یونیورسٹی پریس، لاہور

۲۷۰ — ۱۰۰۰۰ — دسمبر ۱۹۵۴ء